

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تہیسوں رکوز یشنڈ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 17 جولائی 2020ء بروز جمعۃ المبارک بہ طبق 25 ذی قعڈ 1441 ھجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعاۓ مغفرت۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	04
4	غیر قانونی طور پر زرعی اجناس کی اسمگنگ۔ اور دوسرے نمبر پر مکملہ معدنیات بلوچستان کے قواعد و انصباط کے برکش شفاف طریقے سے سینک کے لیے میں 15 سالہ توسع پر منفصل بحث۔	06
5	مورخہ 14 جولائی 2020ء کی اسمبلی نشست نے باضابطہ شدہ تحریک التوانہ 1 پر بحثیت مجموعی عام بحث۔	44
6	اجلاس برخاستگی کے حوالے سے اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی کا حکم نامہ۔	45

ایوان کے عہدیدار

اپیکر میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اپیکر سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی جناب طاہر شاہ کاکڑ
اپیشنل سیکرٹری (قانون سازی) جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر جناب مقبول احمد شاہوائی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 17 جولائی 2020ء بروز جمعۃ المبارک ببطابق 25 ذی قعڈہ 1441 ہجری، بوقت شام 05:00 بجے زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ حَوْلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا هـ ﴿١٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَأَعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ط
وَسُوفَ يُؤْتَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا هـ ﴿١٧﴾ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدَابِكُمْ
إِنْ شَكَرْتُمْ وَأَمْنَتُمْ ط وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيهِمْ هـ

﴿پارہ نمبر ۵ سورۂ النساء آیات نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۷﴾

ترجمہ: پیش منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے اور ہرگز نہ پاوے گا ٹوان کے واسطے کوئی مددگار۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص حکم بردار ہوئے اللہ کے سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ اور جلد دیگا اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب۔ کیا کر دیگا اللہ تم کو عذاب کر کے اگر تم حق کو مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدر داں ہے سب کچھ جانے والا۔ صدق اللہ العظیم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ دو منٹ تشریف رکھیں کارروائی شروع کریں گے۔ اچھا! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میرزادہ علی ریکی: جناب اسپیکر پانچ بجے ناگ میں بلوچستان یونیورسٹی کے ریٹائرڈ پروفیسر عبدالخالق ریکی اور اُس کے ہمراہ عبدالرشید ریکی کو دون دیہاڑے شہید کیا گیا۔ اُن کے لیے دعا کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولوی صاحب! جتنے بھی شہداء ہیں اُن کے لیے دعا کی جائے۔
(دعاۓ مغفرت کی لئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار یار محمد رند صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد دڑھن صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچھزی نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسبلی: ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی صاحبہ نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسبلی: محترمہ ماہ جین شیران صاحبہ نے مطلع فرمایا کہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسبلی: محترمہ مستورہ بی بی نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسبلی: ملکی شام لعل صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

مورخہ 14 جولائی 2020ء کی اسبلی نشست میں صوبہ بلوجستان میں زرعی اجنس کی غیر قانونی اسمگنگ کی بابت میں آج Collector Custom Balochistan کو اسپیکر چیمبر میں طلب کرنے کی غرض سے روئنگ دی تھی۔ کل مورخہ 16 جولائی 2020ء کو Additional Collector Customs Balochistan کی جانب سے اسبلی سیکرٹریٹ کو مراحلہ موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے گزارش کی ہے کہ collector customs Balochistan اسی سلسلے میں سرکاری دورے پر ایران گئے ہوئے ہیں جس کی بناء و آج briefing دینے سے قاصر ہیں۔ لہذا تمام معزز ارکین اسبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مذکورہ briefing اب بروزہ سوار 20 جولائی 2020ء بوقت تین بجے سے پھر اسپیکر چیمبر میں منعقد ہوگی۔ تمام معزز ارکین اسبلی سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ briefing میں اپنی شرکت کو لیکن بنا کیں تاکہ انہیں اس سلسلے میں آگاہی حاصل ہو۔ اپوزیشن کے معزز ارکین اسبلی کی جانب سے عوامی نوعیت کے پانچ میں سے تین اہم مسئلے زیر بحث لائے جا چکے ہیں۔ لہذا آج ذیل عوامی نوعیت کے مسائل زیر بحث لائے جائیں گے۔

غیر قانونی طور پر زرعی اجتاس کی اسمگلتگ۔ اور دوسرے نمبر پر محکمہ معدنیات بلوچستان کے قواعد و انصباط کے برکس شفاف طریقے سے سیندک کے لیز میں 15 سالہ توسعہ پر مفصل بحث۔ جناب ملک سکندر خان ایڈوکیٹ صاحب! آپ بحث کا آغاز کریں۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قادہ حذب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر۔ اُس دن ہمارے کچھ ساتھی رہ گئے تھے جو پانچ نکات تھے، اُن پر اُن کی بحث نہیں ہو سکی۔ تو میرا خیال ہے یہ بہتر ہو گا کہ پہلے اُن ساتھیوں کو موقع ملے جس میں اختر حسین صاحب ہیں، مولوی نور اللہ صاحب تھے۔ کچھ ساتھی تھے جن کی بات نہیں ہوئی تھی۔ یہ مکمل ہو جائیں پھر میں بولوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے ملک صاحب میں اُن کو کہتا ہوں جو بات کرنا چاہتے ہیں؟ صحیح ہے۔ جی یہ دو ایکنڈے جو آج یہاں پر آئے ہیں کون ان پر بات کرنا چاہتا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! منظر point of order شکریہ جناب اسپیکر sir آج کے اخبارات میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ گزشتہ تین دنوں میں میرے حلقہ ضلع خاران میں خاران کے غیرو عام، وہاں کی سول سو سائی، سب سراپا احتجاج ہیں۔ محترم ضیاء لاگو صاحب تشریف فرمائیں۔ sir ایک نوجوان احسان اللہ کسی مقدمے میں مطلوب تھا یا کسی تفتیش کے لیے اُسے بلا یا گیا تھا اور وہاں پر ایک رات تھانے میں رہنے کے بعد صحیح وہاں پر جیل میں یا تھانے میں اُس کی جو ہے موت واقعہ ہوئی۔ تو لواحقین کہتے ہیں کہ وہ تشدد سے ہوئی ہے۔ اسی سلسلے میں مقامی انتظامیہ سے میری بات ہوئی ڈپٹی کمشنر صاحب تھے کمشنر صاحب تھے۔ اور یہاں پر لالے کے اُس کا پوسٹ مارٹم بھی کروایا گیا۔ پولیس کے کچھ الہکار اس میں معطل بھی کر دیے گئے ہیں۔ لیکن جو سول سو سائی ہے یا ہم سب کاغم و غصہ ہے وہ کم نہیں ہوا ہے۔ یقیناً آپ نے دیکھا ہو گا کہ امریکا میں ابھی ایک سیافارم کے قتل کے بعد امریکا میں اربوں ڈالر کا نقصان ہوا، لوگ سراپا احتجاج ہوئے، نکلے، کیونکہ وہاں پر انسانی زندگی کی قیمت اور حیثیت کو اجاگر کرنے کے لیے کہ انسانی زندگی کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ کسی بھی case میں یا تفتیش میں پولیس کا طریقہ کار نہیں ہونا چاہیے کہ کسی کی جان کے ساتھ کھلیلا جائے۔ کسی نوجوان کو اُس کی زندگی سے محروم کیا جائے۔ اور کسی کے خاندان کو بغیر کوئی وجہ بتائے جو اس طرح کا واقعہ پیش ہو۔ تو میرے خیال میں ضیاء لاگو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے ایک انکواڑی کمیٹی آپ تشکیل دیں۔ اس کے جو تمام قتل کی یا اس کی خود کشی کی یا جو بھی محکات ہیں تھانے میں اس کی ہلاکت کی اس کی تحقیقات جو ہیں CTD سے یا ہمارے جو دوسرے departments ہیں اُن سے کروائی جائے۔ تاکہ کم سے کم بلوچستان میں

پولیس گردی یا کوئی پولیس کے ذریعے سے لوگوں کے جان و مال کے ساتھ کھینے کا یہ سلسلہ تھم جائے۔ ویسے بلوچستان تو ماشاء اللہ اچھا صوبہ ہے یہاں پر لوگ روایات کا خیال رکھتے ہیں۔ ایسے واقعات کم ہوتے ہیں۔ لیکن اگر یہ ہو رہے ہیں تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اور یہ مستقبل میں بلوچستان کے روایات کے حوالے سے ایک بہت بڑا دھکا لگے گا۔ پولیس اور لیویز کا بحث ویسے ہی زیر بحث ہے اگر پولیس کے تھانوں میں اس طرح کے واقعات رونما ہو جائیں گے تو میرے خیال میں علاقے میں forces کے حوالے سے جو already لوگوں میں تشویش پائی جاتی ہے، اُس میں اضافہ ہو گا۔ تو محترم ضیاء صاحب آپ تکالیف کر کے اسی فورم میں ایک کمیٹی بنانے کا اور فی الفور اس کی شفاف طریقے سے تحقیقات کرنے کے لیے کمیٹی خاران بھیجنے کا اعلان کریں تو مہربانی ہو گی۔ thank you sir

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ضیاء صاحب۔

میرضیاء اللہ لاغو (وزیر مکملہ داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شاء صاحب نے بہت انسانی نوعیت کا ایک اہم point اٹھایا ہے۔ پہلے دن سے ہی ہم نے جناب اسپیکر یہ کہا تھا کہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ جو بھی ہو جس قوم سے تعلق رکھتا ہو جہاں بھی ہو ظلم و زیادتی برداشت نہیں کی جائے گی۔ تو میں ابھی ACS صاحب کو گھر پر message بھیجتا ہوں۔ شاء صاحب کے ساتھ بیٹھیں گے اُن کے ساتھ بیٹھ کر کیوں کہ اُن کا حلقة ہے تو کل ہم اُن کے ساتھ بیٹھ کر اس کی کمیٹی بنادیں گے انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میرضیاء لاغو صاحب۔ جی آج کا یہ جو ایجمنڈ ہے ان پر کون بات کرنا چاہے گا۔

میریونس عزیز زہری: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ہم نے تو جو ہمارے پرانے ایجمنڈے تھے اُن پر بھی بات نہیں کی ہے، خیر، بہر حال اُن پر باقی دوستوں نے بہت ساری باتیں کی ہیں۔ اُن میں ایک یہ تھا کہ جعلی ادویات کا، جعلی ادویات جو بلوچستان میں تھے یہ recently جیسے کورونا مارچ میں شروع ہوا تو فوری طور پر بلوچستان گورنمنٹ نے ڈاکٹروں نے یہاں پر ہڑتال کی، پیرامیڈیکل والوں نے ہڑتال کی کہ ہمیں safety kits کا دیے جائیں ہمیں باقی سہولتیں دی جائیں یہ وہی ڈاکٹرز تھے یہ وہی پیرامیڈیکل شاف تھا جن کو یہاں اُن کے بد لے لائھیوں سے نوازا گیا۔ اور اُس کے بعد جو 17 کروڑ کی جو چیزیں کچھ سامان انہوں نے purchase کی، 17 کروڑ something کا تھا کہ فوری ان کا منہ بند کیا جائے کچھ ان کو دیا جائے۔ تو جناب اسپیکر! جو سامان ان کو دیا گیا تھا وہاں پیرامیڈیکل کے کچھ دوست اور ڈاکٹرز ہمارے پاس آئے جس میں تھا اختر حسین لاغو صاحب تھے اور دوسرے ہمارے کچھ معزز ممبر ان تھے۔ انہوں نے جو سامان لا کے ہمیں

دکھایا جو 17 کروڑ اُس کے لیے release کر دیئے کہ یہ 17 کروڑ روپے کی یہ چیزیں ہم نے purchase کیں۔ وہ سب چیزیں یہاں سی پرانے store سے اٹھائی تھیں غالباً health department کے اپنے کسی store سے اٹھائی تھیں۔ ان پر tag بھی لگا ہوا تھا۔ یہ پرانے اُس کے تھے اور expiry date کے تھے۔ وہ آج تک بھی میرے خیال میں اخت حسین لاڳو صاحب کے ساتھ محفوظ ہیں جو چیزیں انہوں نے دی تھیں۔ خدار اُن کو بھی دیکھا جائے کہ وہ 17 کروڑ کا سامان تھا اُن کا proof ہمارے پاس پڑا ہوا ہے کہ وہ اربوں میں چلا گیا وہ تو بعد میں چلتا گیا۔ وہ جو 17 کروڑ کا سامان تھا اُن کا sticker باقاعدہ لگا ہوا تھا۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ جی ان پر تو expiry date لگے ہوئے تھے اور ان پر sticker کا کوئی ہوتی تھیں وہ ہٹا کے پھر sticker کو pen سے cut کر کے باقی لوگوں کو دے دیں لیکن یہ تھا کہ جو پہلے ان کو دے دیں وہ سب ہمارے پاس محفوظ پڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو وہ ہم آپ کو پیش بھی کر سکتے ہیں کہ وہ 17 کروڑ روپے انہوں نے کس کو دیئے کس میں دیئے۔ اور یہ چیزیں یہ کیوں انہوں نے دیں؟۔ اس کے علاوہ مختصرًا میں یہ کہوں کہ دوسرا یہ ہے کہ سینڈک پروجیکٹ کے بارے میں جو ہمارا ہم issue ہتا ۔ جناب اسپیکر! جس seat پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں میں میں as a Chairman ہم دن اسی پر بیٹھا تھا۔ یہ کوئی 15 اکتوبر 2018ء کی بات ہے۔ میں یاد ہانی آپ کو کروادوں اس Chair سے جب یہاں پر سینڈک کے بارے میں جناب شناہ بلوج صاحب نے ایک قرارداد پیش کی تھی کہ سینڈک کو دیکھیں اور سینڈک جو ہے وہ بلوجستان کا سرمایہ ہے۔ اور بلوجستان میں سینڈک، ریکوڈر، بولان مائنگ اور دوسری چیزوں پر جو بلوجستان کے سونے اور چاندی کے ذخائر ہیں اور بلوجستان والے کہتے ہیں کہ ہمارے یہ ساحل اور سائل ہیں۔ تو یہ قرارداد پیش کی گئی تھی اور اُس قرارداد پر اس اسمبلی نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی اُس دن کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی جو سینڈک کے بارے میں جتنے بھی معاملات ہیں اس کو دیکھئے اور گورنمنٹ کو اس کی سفارشات پیش کرے۔ اور اس کے بعد سینڈک کے بارے میں جو بھی ہوگا تو یہ کمیٹی کی سفارشات کو منظر کھتے ہوئے اس کو آگے لے جائیں گے۔ جناب اسپیکر! اس کمیٹی کا ایک اجلاس یہاں پر بلا گیا یہ اکتوبر 2018ء سے ابھی میرے خیال میں ڈیڑھ سال سے بھی زیادہ ہو گیا۔ ایک اجلاس یہاں پر بلا گیا۔ اُس اجلاس میں اپوزیشن کے جتنے ارکان تھے جو اس کمیٹی کے ممبر تھے وہ اجلاس میں شریک ہوئے۔ اور حکومت کی طرف سے صرف ایک ممبر جناب عارف محمد حسنی صاحب اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ تو اُس میں طے یہ کرنا تھا۔ کہ اس

کمیٹی کا چیئر مین بنایا جائے گا اور اس کمیٹی کو فعال بنانے کے آگے کے لیے یہ کمیٹی اپنی سفارشات بنانے کے دے گی۔ تو اُس میں بھی اُسی دن طے نہیں ہوا اور عارف محمد حسنی صاحب اٹھ کے چلے گے انہوں نے کہا کہ جی نہیں ہمارے دوست نہیں ہیں تو ہم چیئر مین منتخب نہیں کر سکتے۔ اُن کو یہ ڈر تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اپوزیشن کے دوست زیادہ ہیں، ہم کم ہیں۔ لہذا چیئر مین اُن کا اگر ہو گیا تو پہنچنے ہیں بلوچستان کو آگ لگ جائے گا۔ کیا ہو گا کیا نہیں ہو گا اس ڈر کی وجہ سے وہ اجلاس سے اٹھ کر چلے گے اور اُس نے کہا کہ میں اس اجلاس میں ابھی نہیں بیٹھوں گا۔ کہ جب تک ہمارے دوسرے دوست نہیں آئیں۔ تو وہ دن اور آج کا دن اُس کمیٹی کا اجلاس اُس کے بعد نہیں بلا یا گیا تاکہ اس کمیٹی کو مزید فعال کیا جائے اور سفارشات دی جائیں۔ لیکن اچانک ابھی recently ہمارے سامنے آ گیا کہ جی سینڈک کو 15 سال کے لیے lease پر دیدیا گیا۔ مزید 15 سال کے lease پر سینڈک کو دیدیا گیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ہمارے جتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو حکومتی اراکین ہیں میرا خیال ہے اُن میں سے بھی کسی کو پہنچنے ہو گا کہ سینڈک کو کن شرائط پر دیدیا کیوں دیدیا کس کو دیدیا اور کس نے کہا اور کس کے کہنے پر دیدیا؟۔ جو ہمیں پتہ چلا ہے کہ اس سمری کو کیونکہ وزیر معدنیات بھی جام صاحب خود ہیں اور وزیر اعلیٰ بھی خود ہیں اس ہاتھ سے لیکر اُس ہاتھ کو دے کے اس ہاتھ سے واپس وزیر اعلیٰ سے وزیر معدنیات، معدنیات سے پھر وزیر اعلیٰ کے پاس سمری وہیں گھومتی رہی۔ اور جو ہمیں پتہ چلا ہے کہ department law کو کہ اس سرمایہ ہے بلوچستان کے department نے اس سمری پر اپنے اختلافی نوٹ لکھے ہیں کہ جی یہ بلوچستان کا سرمایہ ہے department کو ہم اس طرح لوٹنے نہیں دیں گے تو ہم اُن کو appreciate کرتے ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ ان سب کے سفارشات کو اور اس اسمبلی کی جو کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اس کمیٹی کو بھی نہ پوچھا گیا نہ اُس سے سفارشات لی گئیں نہ اُن کو اس میں کوئی اہمیت دی گئی۔ اور اپنی مرضی سے دے کے اور آج تک میرے خیال میں اس کا پتہ ہی نہیں چلا کہ کن شرائط پر مزید 15 سال کے لیے اُس کو دیا گیا۔ میری گزارش یہ ہے جناب اپنیکر کہ یہ سمری یہاں اسمبلی میں لاٹی جائے جن شرائط پر دیا گیا ہے اُن شرائط کو یہاں اسمبلی میں لاایا جائے۔ اُس پر بحث ہو اُس کو تمام دوست دیکھیں کیونکہ اس طرح اگر ہم اپنے سرمایہ کو اس طرح ہم اپنے وسائل کو اس طرح ہم دوسروں کے کہنے پر اگر کسی اور کے حوالے کر دیں تو میرے خیال میں یہ بلوچستان کے ساتھ نا انصافی ہو گی۔ اسکے مجرم ہم بھی ہیں اور آپ بھی ہیں دوسرے لوگ بھی ہیں۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ اس کو ایک دفعہ دوبارہ اسمبلی میں لاایا

جائے اور اس کمیٹی کو فعال کر دیں اس کمیٹی کا چیئرمین بنادیں اور اس کمیٹی کو فعال کر دیں یہ کمیٹی ان چیزوں کو دیکھ لے۔ اس کو دیکھنے میں کیا ہے یہ نہیں ہے اپوزیشن میں ہیں یا treasury benches کے ہیں یہ سرماںب کا ہے۔ بلوچستان سب کا ہے بلوچستان ایک کا نہیں ہے اگر، تم اس طرح ان چیزوں کو چھوڑ دیں گے۔ اور اس طرح اپنی چیزوں کو آج یہ دیدیا گل بولان mining کے بارے میں ہم نے یہاں کئی قرارداد دیں پاس کیں جو خضدار میں ہے اس میں بھی ہماری ایک بات نہیں سنی گئی۔ وہاں کے جو مقامی لوگ ہیں ان کو بیدخل کر کے ان سے کسی نے بات نہیں کی کہتے ہیں کہ جی آج ہو گا کل ہو گا۔ لہذا آپ اپنے چیئرمین کے لقدس اور یہاں سے جو قرارداد پاس ہوئی تھی اس قرارداد کو دیکھیں لیں اس کمیٹی کو فعال کر کے اور یہ مجھے امید ہے کہ آپ اس کمیٹی کو فعال کر کے اس کمیٹی کا چیئرمین بنائیں گے۔ اور اس کمیٹی کو آپ سینڈک کے بارے میں جو بھی سفارشات ہیں اور سینڈک کے بارے میں جو بھی بحث ہو گی سینڈک کے بارے میں جو بھی مسئلے ہیں یہ کمیٹی اس کو دیکھے اس کے بعد بلوچستان گورنمنٹ کے حوالے کر دے۔ بھلے اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہے کہ ہم بلوچستان کی چیزوں کو لوٹنے دیں اور میری گزارش یہ ہے کہ اس کمیٹی کو فعال کر دیں اور جو بھی معاہدہ سینڈک کے بارے میں ہوا ہے وہ کسی کو پہتہ نہیں ہے کہ کن شرائط پر ہوا ہے اُن سب کو اسمبلی میں لا یا جائے یہاں پر بحث ہوتا کہ لوگوں کو بھی پتہ چلے ہم کو بھی پتہ چلے ارکین اسمبلی کو treasury benches پر ہیں یا اپوزیشن میں ہیں۔ اور بلوچستان کے دوسرے لوگوں کو ہم باہر نکلتے ہیں لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ سینڈک کو آپ لوگوں نے دیدیا ہے ریکوڈ ک آپ نے دیدیا ہے بولان mining دیدیا ہے آپ نے دوسرے ہمارا ساحل ہے وسائل ہیں وہ سب کو ٹیوں کے دام دوسروں کے حوالے کریں گے۔ تو میرے خیال میں پھر ہم سب اس میں مجرم ہو جائیں گے تو ہم نے پھر عوام کو کیا جواب دیتا ہے۔ لہذا آپ سے گزارش یہ ہے کہ ایک دفعہ پھر آپ رو لنگ دیدیں سینڈک کی اس کمیٹی کو دوبارہ فعال کریں وہ کمیٹی اپنی سفارشات دیدیں بھلے اس کے بعد اس سفارشات کی روشنی میں۔ لہذا اگر اپوزیشن کے ارکین ہیں یا treasury benches میں میرے خیال میں پانچ treasury benches کے ہیں اور تین اپوزیشن کے ہیں۔ تو اکثرت پھر بھی اُن کی ہے اُن میں بھی سلبجھے ہوئے لوگ ہیں اس میں میرے خیال میں اسد بلوچ صاحب ہیں اور دوسرے دوست ہیں ان کو اس بارے میں معلومات بھی ہیں اس کو ایک دفعہ چھان بین کر کے سفارشات گورنمنٹ کو دیں گورنمنٹ اُسی سفارشات کی بنیاد پر مزید اگر 15 سال کے لئے دیا ہے 10 سال کے لیے 20 سال کے لیے دیدیا ہے۔ تو یہ میری گزارش ہے کہ آپ رو لنگ اس پر کوشش یہ کریں کہ یہ کمیٹی فعال ہو جائے

اور اس پر آگے کے لیے ہماری سنائی ہو۔ شکریہ جناب اپیکر۔

جناب ڈپٹی اپیکر: شکریہ جی اختر حسین لانگو صاحب؟

میرا ختر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت شکریہ جناب اپیکر۔ جناب اپیکر اس دن جو اجلاس کی کارروائی میں کچھ نکات discuss ہوئے تھے۔ اس دن خیر میں نہیں بول سکا اس میں موقع نہیں ملا جناب والا اس میں اس دن کے ایجند میں جو پہلے نمبر پر تھا وہ ٹڈی دل کے حوالے سے۔ چونکہ وہ ہمارے بولنے سے پہلے منشی صاحب نے جو تفصیلات بتائیں، کسی حد تک ہم اس سے مطمئن بھی ہیں۔ لیکن اس میں جناب اپیکر ایک چیز اس کیوضاحت منشی صاحب آج نہیں ہیں، وہ انہیوں نے اس دن نہیں کی اس ٹڈی دل کے حوالے سے جب شروعات میں یہ وباء یہ آفت بلوجستان میں enter ہوئی۔ اس وقت کافی علاقوں میں فصل تیار تھی اگر اس وقت کو دیکھا جائے زردا لوکی فصل تیار ہونے والی تھی۔ میرے پاس کچھ تصاویر بھی ہیں میرے موبائل میں جناب والا وہاں پر درختوں پر وہ زردا لوپنے کے لیے تیار تھا۔ وہ تصاویر اگر میں آپ کو دیکھا دوں تو وہ ایک عبرت کا نشان ہے کہ درخت پر ٹہنبوں اور زردا لوکے علاوہ ایک دانہ پتا جو ہے اس درخت میں باقی نہیں بچا تھا۔ اس طرح ملک نصیر صاحب نے چونکہ ان کا اپنا نعلق زمیندار ایکشن کمیٹی سے بھی ہے جو تفصیلات زمینداروں کے نقصانات کے اس دن انہیوں نے دی۔ اربوں روپے کے نقصانات ہمارے زمینداروں کے ہوئے ہیں اُنکے اس نقصانات کے ازالے کے لیے حکومت نے آج دن تک نہ کوئی پالیسی بنائی ہے نہ کوئی سروے اس کا ہوا ہے نہ کوئی mechanism آج تک حکومت اس پر بنائی ہے۔ کہ ان زمینداروں کو وہ کیا relief دے سکے ہیں۔ اور اس مشکل میں اس ہوئے ہیں اُن نقصانات کے حوالے سے زمینداروں کو وہ کیا position ہے۔ اس مشکل میں اس نقصان سے بلوجستان میں جناب والا آپ نے دیکھا کہ یہاں نہری نظام ہمارے سوائے ایک division کے جان صاحب بیٹھے ہیں ان کے باقی پورے بلوجستان میں یہاں پر یا ٹیوب ویلوں پر زمینداری ہوتی ہے یا بارانی پانی پر جن کا انحراف ہے۔ تو جناب والا بلوجستان کے زمیندارویسے ہی hand to mouth آف میں جو بکشکل وہ پورا سال محنت کر کے مشکل سے اپنا کچن چلانے کی position میں ہیں اور اتنی بڑی آفت میں جو ان کی جمع پوچھی تھی جو انہیوں اپنے فصلات پر زمینداری پر invest کیا تھا۔ وہ اس وباء کی نظر ہو گئی اس کے بعد میرے خیال سے اس وقت بلوجستان کے تمام جوز میندار تھے وہ قرضوں کے بوجھ تسلی دب چکے ہیں اُن کو واپس اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کیلئے اُن کو واپس اس position پر لانے کے لئے اگلے سال کی فصل کی بوائی کر سکے اُس کے لئے گورنمنٹ نے ابھی تک کیا پالیسی بنائی اُس حوالے سے ہمیں نہ منشی صاحب نے کوئی اطمینان

بخش جواب دینا نہ ابھی تک گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسی پالیسی ہمیں نظر آ رہی ہے۔ جناب والا میں آتا ہوں دوسرے اپنے بھائی کے پر جس سے سب سے زیادہ میرا یہ شہر متاثر ہو رہا ہے اور وہ ہے بھلی کا جس کا تعلق federal government سے ہے اور آج gallery میں مجھے CESCO کا ایک نمائندہ بھی نظر آ رہا ہے جو اتفاق سے میرا اپنا batchmate بھی ہے ہم نے اکٹھے ان جینریٹر نگ کی ہے خضدار سے جناب والا یہاں پر کوئی شہر میں اگر ہم دیکھیں لیں تو پچھلے کئی سالوں سے QESCO کے حوالے سے بھلی کے system کو یا اپنے network کو، ہتر کرنے کے حوالے سے کوئی بھی QESCO نے کوئی میں نہیں کی ہے جس کی وجہ سے آئے روز overload ہونے کی وجہ سے ٹرانسفارمر زہارے جل رہے ہیں۔ ہفتہ ہفتہ بھلی نہیں ہے دوسری پالیسی QESCO نے بنائی ہے ایک workshop یہاں پر شیخ ماندہ میں انہوں نے establish کیا ہے جس میں تقریباً آدھے بلوج تان کے جلے ہوئے ٹرانسفارمر repair کے لیے آتے ہیں نوٹکی کے ٹرانسفارمر زہارے پاس آتے ہیں قلات کے ہمارے پاس آتے ہیں سبی کے یہاں پر آتے ہیں، چاغی کے یہاں پر آتے ہیں خاران کے ٹرانسفارمر repair کے لئے یہاں پر آتے ہیں پیشین کے یہاں پر آتے ہیں لورالائی، چمن، مستونگ، خضدار کے صرف مکران ڈویژن کو الگ رکھا ہے باقی تمام کے تمام ٹرانسفارمر زوہ یہاں پر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں ٹرانسفارمر، جو ہیں ہمارے کوئی شہر میں لگے ہوئے ہیں یہ overload ہونے کی وجہ سے آئے روز یہ ٹرانسفارمر جلتے ہیں۔ تو وہاں پر ان کے پاس نہ human resource اتنا ہے نہ ان کے workshop کی capacity کا احتیاط ہے کہ وہ اتنے بڑے load کو اٹھا سکے اور timely repair کر کے یہ دوبارہ install کر دیں۔ اس لئے جب بھی کوئی ٹرانسفارمر جلتا ہے اس کوئی شہر میں جو ہم capital میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہفتہ ہفتہ دس دس دن 15, 15 دن ان کی repair پر گلتا ہے بحثیت MPA کئی مرتبہ میں احمد نواز، ملک نصیر، میں کوئی سے ان کا تعلق ہے ہم گواہ ہیں ہم خود workshop جا کر ان کے سر پر بیٹھے اور اپنا ٹرانسفارمر repair کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ کیونکہ لوگ وہاں پر جب بھلی نہیں ہوتی ہے ایک دن لوگ برداشت کریں گے دو دن تین دن تیسرا چوتھے دن وہ آکے ہمارے گھروں میں بیٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ تو جناب والا اس mechanism کو بنانے کے لیے میں نے ایک دفعہ QESCO سے بھی رابط کیا کہ اس کا کوئی solution نکالیں ہمارے کلی اللہ آباد میں ایک ٹرانسفارمر تھا کلی شاہبو میں ایک ٹرانسفارمر تھا، ہم نے overload experiment کے طور پر وہاں پر ایک ایک ٹرانسفارمر اور install کروایا۔ اور load کو distribute کیا آ جا ٹھک، نومیں ہو گئے ہیں وہ

ٹرانسفار默 دوبارہ نہیں جلتے۔ تو ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو مشورہ دیا تھا کہ آپ کے جتنے ٹرانسفار默ز ہیں جو feeder overload overload bifurcate کر دیں کو distribute کریں۔ جناب والا کہاں سے ہمیں ایک چیز ایک جواب ملتا ہے کہ واپس اکہاں سے کرے اربوں روپے کے مجھے QESCO کے office سے جواب ملا ہے میں اس لئے آج اس کو اس فورم پر share کر رہا ہوں۔ ظہور صاحب minister finance بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب والا 2016ء سے گھنیں کر رہا ہے بھلی کے بل جمع نہیں کر رہے ہیں اپنے dues government of balochistan 2016ء سے اب تک اربوں روپے کے dius گھنیں کر رہا ہے اپنے dues government of balochistan گھنیں کر رہا ہے آپ کے ذمہ جو پیسے ہیں یا جو قرضہ ہے بلوں کی مدد وہ government of balochistan اپنے dues گھنیں دیں۔ تو ہم اپنے network کو کیسے improve کریں گے۔ ہم باقی چیزیں کیسے کریں گے ہم load distribution کا کام سے کریں گے۔ جبکہ آپ ہمارے بھلی کے بل ہمیں نہیں دے رہے ہیں تو اپنے minister finance صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں پر ایک مشکوک قسم کا project چل رہا ہے کوئی پیشیج کے نام سے جس پر honorable High Court نے بھی اعتراضات الٹائے جس کو tuff-tiles کے کاروبار کا نام دیا گیا۔ یہاں پر روزِ فٹ پا تھوڑ کر بنائے جاتے ہیں اور شام کو دوبارہ تھوڑے جاتے ہیں پھر ان پر مصنوعی گھاس بچھائی جاتی ہے صبح ہم آتے ہیں تو مصنوعی گھاس غالب ہے پھر اس کو تھوڑے کیاری بنائے جاتے ہیں دوسرے دن ہم آتے ہیں تو پھر اس کیاری پر دوبارہ فرش ڈال کے کچھ اور تماشہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہوتی ہے۔ کوئلہ پانک پر جو roundabout roundabout ہوا ہے۔ اس کا جو یہ موجودہ design ہمیں نظر آ رہا ہے یا اس کا تیرا design ہے۔ تین دفعہ اس کو تھوڑے کے بنا کے change کیا گیا۔ اس طریقے سے اس طرح کے پروجیکٹ میں بغیر کسی کنسٹیشنی کے بغیر کسی planning کے جوشروع کیے گئے ہر دن ہم بلوچستان کے لوگوں کا بلوچستان کے اس غریب صوبے کے پیسوں کو بر باد کر رہے ہیں۔ اس طرح کے project سے میری ظہور صاحب سے request ہے آپ مہربانی کر لیں QESCO کے جو بل ہیں۔ جو واجبات ہیں آپ کے اوپر آپ وہ دے دیں تاکہ ہمارے کوئی کے لوگوں کو کچھ ریلف مل سکے کچھ ہم QESCO سے کام لے سکیں کچھ ہم اپنی لینوکو improve کر سکیں کچھ ہمارے جو over load ٹرانسفارمرز ہیں جن کی وجہ سے صبح شام ہم خوار ہیں کیوں کہ یہاں پر جناب

اسپیکر ہمارا ٹول سسٹم depend کرتا ہے بجلی کے اوپر جب ٹیوب ویل کا پانی آتا ہے جب تک آپ کا ڈھونکی پپ اس کے ساتھ نہیں چل رہا ہے تو آپ کے گھر میں پانی نہیں آئے گا۔ اس گرمی میں چھوٹے چھوٹے مکانوں میں فلیٹوں میں کوئی شہری رہتے ہیں اس فلیٹ میں دیہات میں پھر بھی چلو بجلی نہ ہوا سکن میں اپنی چار پائی لگا کے مجھر دانی باندھ کے آپ سو جائیں گے آپ مجھے بتائیں چھوٹے چھوٹے مکانوں میں یا فلیٹوں کے لوگ یہ کہاں پہ جا کے اپنی چار پائی لگائیں گے بجلی ہفتہ دس دس دن اس گرمی میں اس کوئی شہر میں فعال نہیں ہے۔ جب بجلی نہیں ہوگی تو ہمارے پانی کا مسئلہ ہمارے ساتھ کھڑا ہو جائے گا۔ پانی ہمارے گھروں میں آنا بند ہو جائے گا تو مہربانی کر لے اس طرح کے جو خرافات ہیں اس طرح کے جو فضول خرچیاں ہیں اس طرح کے جو کرپشن کے projects ہیں۔ ان سے پیسے چاکے کچھ QESCO کچھ جو 25 پرسنٹ جو آپ کے روز میں ہے۔ وہ 25 پرسنٹ دے دیں تاکہ ہم ان کو جا کے منت کر لیں ان کے سامنے شرمندہ ہونے سے فجاییں۔ تاکہ ہم ان کو کہیں کہ گورنمنٹ آف بلوچستان دے رہی ہے آپ ہمارے معاملات کیوں حل نہیں کر رہے ہیں۔ اس دن بھی جناب والا میں نے آپ سے request کی تھی۔ آپ مہربانی کر کے QESCO کے چیف کو بھی بلا لیں یہاں پہ ایک speech ہمارے لئے ممکن نہیں ہے کہ ہم تمام چیزوں کو تمام ایشور کو یہاں پہ discuss کر کے ایوان کا وقت بھی ضائع کر لیں تمام چیزیں ہم discuss بھی نہیں کر سکتے اتنا ہمارے پاس اس ایوان میں speech کرنے کے لئے وقت بھی نہیں ہوتا دس پندرہ منٹ ہوتے ہیں آپ مہربانی کر کے ایک رولنگ دیں ان کو بلا لیں تاکہ ان کے ساتھ بیٹھ کے ہم تمام چیزوں کو discuss کر لیں تو یہ میری request تھی آپ سے جناب والا اب آتے ہیں جناب والا تیرے نکتے پر جعلی ادویات کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس میں جو ہے چیف کیسکو کو بروز سووار 20 جولائی بلوچستان اسمبلی مطلب کیا جاتا ہے۔

جناب اختر حسین لانگو: thank you اسپیکر صاحب اب آتے ہیں جناب والا اس تیرے نکتے پر جو جعلی ادویات کا ہے جناب والا اس پہ میں یہ کہہ دو یہاں پہ M.S.D جو ہمارا ہے سب سے بڑی خرابی کی جڑ جو ہے وہ ایم ایس ڈی ہے اس کے لیے مہربانی کر دیں باقی آپ ذمہ دار ان کم ہیں ظہور صاحب اسد صاحب سینٹر پارلیمنٹریں ہیں ہمارے بیٹھے ہوئے ساتھی میری ان سے request ہے جناب والا ان کو یہ جو ادویات کی فروخت ہے اس کو مہربانی کر کے ایم ایس ڈی لے کے ڈسٹرک کی سطح پر ڈی ایچ او level پر یا ایم ایس level

پان کو authorize کر دیں تاکہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق چیزیں لیں کیوں کہ سامنا انہوں نے کرنا ہے اسپتال انہوں نے چلانے ہیں ہم نے یہاں پہاں ایس ڈی پہ کچھ لوگوں کو بیٹھا دیا۔ وہ اپنی من مانی میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں جناب اسپیکر یونس جان نے ابھی کچھ چیزوں کا ذکر کیا جب Corona pandemic کے initial stages پہ تھا۔ جب یہاں پہ ہم چیخ رہے تھے کہ ڈاکٹروں کے پاس pp kits نہیں ہے وہ ہسپتال میں جائیں گے نہیں یہ تمام چیزیں ہم نے اس پوری duration میں Face کیئے ہیں۔ جناب والا ہم نے پورا corona pandemic میں دیکھا کوئی ڈاکٹر اسپتال میں جانے کے لیے تیار نہیں تھا اس دن بھی ہمارے ایک ساتھی نے یہاں پہ کہا آیت اللہ درانی صاحب ثنا بھائی نے کہا تھا بلکہ شاید یہ کہا تھا ہم خود بھی فاتحہ پہ گئے تھے ہمارے ساتھ بھی یہ چیزیں انہوں نے share کیں کہ جب آیت اللہ درانی صاحب فیڈرل منستر ہمارے رہ چکے ہیں۔ انتہائی ایک قابل احترام گھرانے سے ان کا تعلق ہے۔ ان کے لیے آئی سی یو میں کوئی ایڈنڈٹ نہیں تھا کوئی ساف نہیں تھی کہ آئی سی یو میں جو وینٹی لیٹر کی requirement کے چلانے کے لئے وہاں پہ جب کوئی ساف نہیں تھا مریضوں کے ایڈنڈٹ ان کے اپنے عزیز قریبی رشتہ دار ان کے بھائی وہاں مریضوں کو سنبھال رہے تھے ہسپتال میں ڈاکٹر کوئی نہیں ہے WhatsApp پہ telephone suggest کر کے نیچے ایک عدد ساف اور ان کے اپنے دوائیاں ان کے جو معاملات ہیں وہ ان کو attendant کر رہے تھے ہیں آسیجن کا ہمارا وہ معاملہ ہے کہ سلیڈنڈر کے اوپر جھگڑے کھچا تھا نی سپتالوں میں دیکھی گئی ہے۔ ہم نے اس دن بھی کہا تھا کہ اس کو seriously لیا جائے اس کرونا کے حوالے سے یہاں پہ تحریک التواء جمع کر کے اس پر ہم نے بجٹ کی جب تک کرونا ہمارے ملک میں داخل ہی نہیں ہوئی تھی۔ ایم ایس ڈی کی کارستنی یہ میرے پاس پڑی ہوئی ہے جناب اسپیکر 2012 میں خریدے ہوئے وہ ماںک جو operation theater میں آپریشن کے لیے ڈاکٹروں کے لئے منگوائے گئے تھے۔ وہی ماںک ان کے پاس کاٹسوں میں پڑے ہوئے تھے نہ کسی ہسپتال میں انہوں نے دیئے نہ کسی ڈاکٹر کو دیئے میرے پاس وہ ماںک دیئے یہاں کے اوپر تاریخ لکھی ہوئی ہے 2012 کا وہ ماںک اٹھا کے انہوں نے ان ڈاکٹروں کو بھجوa دیئے یہاں دن کی بات کر رہا ہوں جناب اسپیکر اگر آپ کو یاد ہو رات کے 2 بجے تک میں اور نصر اللہ زیرے red zone میں اس چوک پر ہم ڈاکٹروں کے ساتھ انکے احتجاج میں شرکت کر رہے تھے اُس دن ہمارے جانے کے بعد تین بجے ڈپٹی کمشنز کو بھجوایا گیا۔ ان سے مذاکرات کیئے گئے ڈاکٹروں نے انکار کیا سامان اٹھانے سے ایک ساف نرسر سے receiving کروا کے یہ سامان ان کو تمحدا دیا گیا۔ جن میں ایک سادہ سا گاؤں آپریشن

کے دورانِ خون کی چنٹو سے کپڑوں کو بچانے کے لیے ڈاکٹر لوگوں کو دی جاتی ہے استعمال کرنے کے لیے بزرگ کا ہوتا ہے ایک وہ سادہ سا گاون ان کو دیا گیا تھا۔ دوسرا 2012 کے ماسک جوانہوں نے آپریشن تھیٹر کے لیے خریدے تھے وہ ماسک ان کو دیے گئے تھے۔ ساتھی گواہ ہوں گے شاء بلوج نصراللہ زیرے ہم جب اس تحریک التواء پر بحث کی اور حکومت نے عدم سنجیدگی کی کامظاہرہ کیا اس دن اپوزیشن کے ساتھی نکلے ہمارے ساتھ میڈیا کے دوست گواہ ہوں گے میر یونس بھی تھے۔ میڈیا کے ساتھی بھی گواہ ہوں گے ہمیں یہاں سے نکلے سیدھا سول ہسپتال گئے ہم نے سپتال کا دورہ کیا جناب والا وہاں پر medicine ward میں جب ہم گئے تو ان کا اپنی جو فارمیسی تھی اُس medicine ward کی اس میں دو shelf ہے۔ ایک ہی دوائی ایک مرض کے دو shelf کے ہوئے تھے۔ تو ہمیں وہاں کافارمیسٹ کہتا ہے جناب والا یہ والا جو shelf ہے یہ دوائیاں جو ہیں ہمیں ایم ایس ڈی سے دی گئیں ہیں جو expire majority ہیں یہ دو نمبر کمپنی کے ہیں ڈاکٹر صاحب نے منع کیا ہے کہ وہ مریضوں کو دینا نہیں ہے یہ دوائیاں ڈاکٹر صاحب خود خرید کے لائے ہیں یہ دوائیاں وارڈ میں ان کو دے رہے ہیں صحافی حضرات بھی گواہ ہیں شاء بلوج گواہ ہیں نصراللہ زیرے گواہ ہیں۔ یہ ہم ساتھیوں کے سامنے انہوں نے کہا ایم ایس اپتال خود وہاں پر موجود تھا ان کے سامنے انہوں نے یہ بات کی اب جناب والا وہ دوائیاں جو سرکاری اپتال کے medicine ward میں پڑی ہوئی ہیں۔ وہ ڈاکٹر منع کر رہا ہے مریضوں کو دینے کے لیے اور ان دو نمبر دوائیوں ان expire دوائیوں کے لئے وہ سالانہ کروڑوں روپے ایم ایس ڈی کو جاری ہے ہیں کیا ہم یہ mechanism نہیں بناسکتے کہ وہی پیسے سول ہسپتال بی ایم سی شیخ زاید ہسپتال ڈی ایچ کیو خاران ڈی ایچ کیو پیشین یا باقی اضلاع کے جو ڈی ایچ کیو ہیں کیا ہم ان کے ایم ایس ان کی ریکوائرمنٹ پوچھ کے وہ پیسے direct ان کو دے دیں تاکہ وہ خود اپنی ریکوائرمنٹ کے مطابق دوائیاں خریدیں اور لوگوں کو بیلیف دیں ضروری ہے ہم نے ایم ایس ڈی کے چار بندوں کو بیٹھا کے انکے ہی پیٹ پالنے ہیں۔ اسی ایم ایس ڈی کے ڈاکٹروں کے اوپر جو کیسز ہوئے ہیں جناب والا نیب کے ریفسن گواہ ہیں کہ بلوجستان میں جب بھی بڑے کیسز کا ذکر آتا ہے ان میں سے ایک ایم ایس ڈی کے کیس بھی ہیں جن میں سے ایم ایس ڈی کے ڈاکٹر صاحب بھی کپڑے گئے جیل بھی ہوئے یہ لوگ بھی کپڑے گئے کچھ لوگ بھی بھی ضمانت پر ہیں جن کے کیس بھی نیب میں چل رہے ہیں تو جناب والا اس کو فوراً سو بند کیا جائے اب جناب والا میں آپ کو سول ہسپتال کا جوڑا ماسینٹر ہے اس کی مثال دوں ابھی بھی آپ کسی کو بھیج دیں کسی کو بھی اس کے کفرمیشن کے لئے بھیج دیں ابھی بھی ایک کائن میں وہ مشینیں پڑی ہوئی ہیں جو ایم ایس نے خرید کے ٹراماسینٹر کے لیے

دیے تھے ڈاکٹر ان کا اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ ساری دونبڑ میشینیں ہیں ان کو ہم اگر install کر دیں ایک ہفتہ بھی نہیں چلیں گے وہ جناب والا کوئی پچھلے دو تین چار سالوں سے کاٹن میں pack ہیں وہ میشینیں ٹرا ما سینٹر گھن میں پڑی ہوئی ہیں آپ جس ہسپتال میں بھی جائیں ہم نے اسی دن سول ہسپتال کے dialysis unit کا بھی دورہ کیا کوئی 2018 میں صرف دونبڑ میشینیں فعال تھیں۔ باقی تمام کی تمام ان کی مشینیں ایک side room میں خراب پڑی ہوئی تھیں جب آپ نے ڈاکٹروں کو کہا اگر ان میں minor خرابی ہے ان کو repair کر کے آپ مریضوں کو ریلیف کیوں نہیں دے رہے ہیں جناب والا ان کے بھی الفاظ یہی تھے کہ یہ ساری دونبڑ میشینیں ہمیں لے کر دی گئی ہیں۔ یہ کام کے نہیں ہیں۔ ان کی ہم نے بہت کوشش کی ہے۔ بہت پیسہ بر باد کیا ہے لیکن یہ میشینیں چلنے کا نام نہیں لے رہے آپ کے جتنے بھی ایکسرے میشین ہیں ان کا یہی حال ہے۔ ابھی تازہ ہی جناب والا کروڑوں روپے آپ کے cardio unit کے لیے سول ہسپتال کو دیے گئے۔ میرا ایک مریض ہے میں currently angioplasty hagiography میں لگائی گئی اب angioplasty blockages یہاں پہنچ کر سکتے۔ ہماری میشینوں میں ہمارے سسٹم میں یہ angioplasty capacity ہی نہیں ہے۔ اس کی angioplasty تک اس قابل نہیں ہو سکے ایک دل کی مریض کی کس طرح کی بات کر رہے ہیں۔ ہم تو یہاں پہنچ گئوں، خاران یا ژوب یا آپ کے ڈسٹرک موئی خلی میں ہم کسی مریض کو ریلیف دے سکتے ہیں تو جناب والا اس میں میری request یہ ہے میری submission کر لیں تاکہ بلوچستان کے غریب لوگوں کو جودو وقت کی روٹی کے لیے محتاج ہیں funds distribute کے line سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ private ہسپتال اور ان کے اخراجات poverty afford ہی نہیں کر سکتے۔ ان کو ریلیف دینے کے لیے آپ بلوچستان پہنچتاں کے لوگوں پہنچتاں کے ایک کروڑ 22 لاکھ عوام پر رحم کر لیں اور ایم ایس ڈی اور دونبڑ دوائیوں سے ہماری جان چھڑا لیں جناب اسپیکر۔ تو جناب والا اگلا ایجنسڈ اہم ارزی اجنس کا ہے اس میں باقی تفصیلی بات اس دن دوستوں نے کی میں مزید وقت آپ کا نہیں لوں گا جناب والا پوری دنیا میں ایک economic policy ہوا کرتی ہے۔ جس ملک کی production جس چیز کی available اس ملک میں اس کو import ہیں اس کو

نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس کو export کر کے improve کرنے مارکیٹ ڈھونڈی جاتی ہے۔ لیکن ہمارے ساتھ بد فہمی یہ ہے کہ سب کے حوالے سے آپ کے بلوچستان سوات اور جو اس علاقے کے چڑال وغیرہ کے ٹھنڈے علاقے ہیں وہاں سے اچھی خاصی آپ کے پاس پروڈکشن آتی ہے۔ پورے ملک کی ضروریات بھی پورا کر سکتی ہے لیکن جناب والا ہم دیکھتے ہیں جیسے ہمارے علاقوں کے سب کی فعل تیار ہوتی ہے ہم فوراً ہمسایہ ملکوں کے دروازے boards کھول دیتے ہیں۔ اور وہاں سے جو سب آتا ہے وہ تو ایک ہمارے سب کی مارکیٹ کو خراب کر دیتا ہے۔ دوسرا ہمارے زر مبادلہ کی صورت میں ہمارے اس ملک کی کونقصان پہنچاتا ہے تیرا جو ہے وہ آپ کے جوز میندار ہیں ان کی میشہت کونقصان پہنچاتا ہے تو جناب والا اس principle کو follow کیا جائے کہ جس بھی چیز کی آپ کے پاس پروڈکشن ہے آپ اس کو produce کر رہے ہیں آپ اس کا import جو ہے چاہے illegal ہو اس کی کو ban کر لیں تاکہ آپ کا جو سیکھ رہے وہ مزید grow کرے۔ اس میں مزید improvement آئے اور ایک دن ایسا آئے وہ اس مقام پر آکے پہنچ جائے کہ وہ آپ کو export کی صورت میں زر مبادلہ دے تو یہ میری چھوٹی سی request تھی صرف سب کا میں نے نام لیا لیکن تمام معاملات میں اسی طرح جب آ لو تیار ہوتا ہے تو آپ اندیا کے بارڈر کھول دیتے ہیں۔ جب پیاز آپ کا تیار ہوتا ہے تو آپ واگہ بارڈر کھول دیتے ہیں جب ہماری باقی فصلات کا ٹائم آتا ہے جیسے اس دن ساتھیوں نے کہا ٹماٹر ہمارا تیار ہوتا ہے تو آپ ایران کے بارڈر کھول دیتے ہیں۔ تو جناب والا یا اپنے لوگوں کونقصان پہنچانے والے جو دھن دے ہیں ان کو بند کر کے ان کو strengthen کیا جائے تاکہ یہ اس قابل ہو کہ یہ اپنی ایکسپورٹ کو بڑھا سکیں ملک کو جو ہے فارن ایکچنچ کی صورت میں ملک کے اکانومی کو سہارا دینے کیلئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ جناب والا اب میں آتا ہوں ساحل اور وسائل کے حوالے سے جناب والا اس اگست ہاؤس کی ایک تو میری آپ سے بھی ریکویسٹ ہے جناب والا کہ اس ہاؤس کا عزت اس کا تقدس اس کی اہمیت اس کی افادیت یہ آپ حضور والا کے ہاتھ میں ہے اس دن بھی یہ بات یہاں پر ڈسکس ہوئی اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بھی ہے جوان چیزوں کو دیکھتی بھی ہے جس کا پلیمینیشن کمیٹی بھی کہا جاتا ہے اس میں بھی یہ چیزیں ڈسکس ہوتی ہیں کہ اس ہاؤس سے جو بھی فرمان جاری ہوتے ہیں آیا ان فرمان ان پر عملدر آمد کس حد تک ہو رہا ہے یہاں سے جتنی قراردادیں جاتی ہیں ان قراردادوں کی کسی نے آج تک فالو اپ follow لیا ہے ان پر کس حد تک عملدر آمد ہوتا ہے فیڈرل کے حوالے سے جتنی قراردادیں ہیں ان کا کیا فالو اپ ہے جبکہ صوبائی گورنمنٹ کے حوالے سے جتنی بھی

قراردادیں یہاں سے پاس ہوتی ہیں میں سمجھتا ہوں یہ ذمہ داری بنتی ہے صوبائی حکومت کی چونکہ وہ بھی اس ہاؤس کا حصہ ہے بلکہ ان کے فرائض میں یہ آ جاتا ہے کہ وہ اس پر من و عن عمل درآمد کر کے اس ہاؤس کو اپنی رپورٹ submit کر لیں۔ جناب والا آج سے کافی عرصہ پہلے ہمیں پتہ تھا کہ یہ آنے والے دنوں میں ہمیں دیکھنا پڑیگا یہ دن ہمارے لئے آئیگا اس لئے ہم نے یہاں اپوزیشن کی جانب سے ایک تحریک التواء لائی اور سیندھ کے معاملات اور ریکوڈ یک کے معاملات اور بلوجستان کے معدنیات کے معاملات کو یہاں پر ہم نے ڈسکس کیا تھا جناب والا اس دن ایک کمیٹی بھی بنی تھی عالم سنجیدگی کا یہ تھا کہ اس کمیٹی کا آج دن تک کوئی اجلاس نہیں ہوا ایک اجلاس یہاں پر کہیں مرتبہ آپ جناب کو یاد ہانیاں کرائے کوئی دس مرتبہ اس کمیٹی کے بننے کے بعد جب ہم نے بار بار اس مسئلے کو یہاں پر اٹھایا تو ایک میٹنگ اس کی کال کی گئی ہمارے کمیٹی روم میں اس میں بھی سنجیدگی کا عالم یہ تھا کہ ٹریشری پیچز کے جتنے ممبران تھے ان میں سے صرف ایک ساتھی ہمارا آیا تھا اور اس میں بھی چیئرمین کے انتخاب کے بغیر وہ اجلاس ہمارا ختم ہوا اس کو بھی آج کئی مہینے گزر گئے شاید اگر میں غلط نہیں ہوں تو سال گزر گیا اس بات کو بھی۔ لیکن دوبارہ نہ اس کمیٹی کی میٹنگ آپ کے اسمبلی کی طرف سے بلوائی گئی حالانکہ یہ آپ کے سیکرٹری اسمبلی کی ذمہ داری ہے کہ کوئی بھی کمیٹی بنتی ہے اس کا پہلا اجلاس چیئرمین کے منتخب ہونے تک وہ آپ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس کی میٹنگ کو آپ نے بلا نا ہے اور ممبران کو آپ نے حاضر کرنا ہے جب کمیٹی کا باقاعدہ کوئی چیئرمین یا سربراہ منتخب ہوتا ہے اور وہ کام Start کرتا ہے اس کے بعد کمیٹی اپنی تاریخ خود fix کرتی ہے۔ لیکن اس وقت یہ اسمبلی کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ کمیٹی کے تمام ممبران جن کی ہاؤس میں nomination ہو گئی تھی ان کو آج تک میں خود اس کمیٹی کا ممبر ہوں مجھے آج تک اسمبلی کی طرف سے دوبارہ ایک میٹنگ کے بعد کبھی کوئی کال نہیں آئی کہ اس کمیٹی کی میٹنگ ہونی ہے اس کا چیئرمین منتخب کرنا ہے اور سیندک کے ایشوء کو یہ آپ کی ذمہ داری ہے منظوری اسمبلی نے دی تھی جناب اپنے صاحب نے دی تھی معزز ایوان نے دی تھی اس کو آپ لوگوں نے Discuss کر کے ایوان میں رپورٹ آپ نے دیئی ہے۔ آج تک مجھ سے کسی نے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ جناب والا اگر اس دن وہ کمیٹی سنجیدگی سے اس پر کام کرتی تو آج یہاں پر دوبارہ ہم اس مسئلے کو نہیں اٹھا رہے ہوتے جناب والا مائنگ روڈ آپ نے ابھی تک اپر ہوں نہیں کئے ہیں آپ نے ان تمام چیزوں کو بلڈوز کر کے اس ہاؤس کو بلڈوز کر کے کس اخراجی کے تحت اخراجوںیں ترمیم کے بعد یہ ہمارے assets ہیں۔ اخراجوںیں ترمیم کے بعد یہ صوبائی گورنمنٹ کا right ہے کہ وہ خود negotiate کرے۔ ایک ٹیلی فون کال پر ایک WhatsApp میسج پر من و عن جو کچھ آپ کے پاس ہے لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا آپ نے آنکھیں بند

کر کے اس پر دستخط کر کے پندرہ سال کیلئے ہمارے بلوچستان کے لوگوں کے وسائل کو، ہماری دولت کو ہمارے سونے، چاندی، تابنے کے ذخیر کو آپ نے اس کمپنی کے حوالے کیئے جناب والا جس کو جو ٹارگٹ دیا گیا تھا اس ٹارگٹ سے اپنے دس گناز یادہ وہاں پر مائنگ کر کے، مائنگ رولز کو violate کر کے دن اور رات اس نے چوبیں گھٹنے مائنگ کی۔ حالانکہ آپ کے مائنگ رول کے مطابق دن کی روشنی میں صرف آپ مائنگ کر سکتے ہیں جناب اپیکرناٹ شفت اس میں ہے ہی نہیں۔ اگر کوئی نائٹ شفت میں مائنگ کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ violation کر رہا ہے تو انہوں نے ڈاک زنی کی ہے بلوچستان کیسا تھا انہوں نے بلوچستان کے وسائل کو دن رات لوٹا ہے اور اس مجرمانہ غفلت میں یہاں کی گورنمنٹ بلوچستان کے لوگ بھی شامل ہیں کہ انہوں نے بھی ان سے نہیں پوچھا کیا کبھی صوبائی حکومت نے ایم ڈی سینڈک کو بلا کے یہاں پر پوچھا ہے کہ جس بے دردی کیسا تھا ہمارے سونے اور تابنے کو لوٹا جا رہا ہے ہمارے چاندی کے ذخیر کو لوٹا جا رہا ہے ایم ڈی سینڈک کی ذمہ داری کیا بنتی ہے کسی نے بھی ان سے نہیں پوچھا جناب والا ہم نے فری ہینڈ دیا چائینیز کو جتنی ہماری ایگریمنٹ ہے ان کے ساتھ یہی تمام چیزیں ہوتی ہیں جو اس کمیٹی میں ڈسکس ہوئی تھی آپ کیسا تھا ایگریمنٹ کتنے کا تھا کتنی کوانٹیٹی کا ایگریمنٹ تھا آپ کتنی quantity لے جا چکے ہو یہ جو مال جا رہا ہے اس کا آپ کے پاس کوئی ڈیٹا ہے تو ذمہ دار ان بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس ہاؤس میں لا کے ٹیبل کر دیں۔ کہ آج تک چائینیز کتنی کے پاس اور جو اس میں سے سونا اور چاندی اور باقی چیزیں لکھتی ہے اس سینڈک میں جناب والا ایسی دھاتیں بھی ہیں جو سونے اور چاندی ان چیزوں سے بہت زیادہ قیمتی ہیں ابھی تک ہمیں یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ ابھی تک سینڈک سے کس مقدار میں سونا نکلا ہے اس کا کبھی ابھی تک نہ چائینیز نے کوئی ڈیبل ہمیں دی ہے کہ کبھی ہمیں یہ توفیق ہوئی ہے کہ ہم ان سے جا کے ان کو کسی مائنگ میں کسی فرم میں بٹھا کے ہم ان سے پوچھ لیں کہ آپ اس میں سے کتنی کوانٹیٹی میں چاندی نکال رہے ہو کتنی quantity میں اس میں سے سونا نکال رہے ہیں باقی جو ہماری دھاتیں ہیں وہ کس quantity میں نکل رہی ہے نہ کسی نے پوچھا نہ ہوں نے آج دن تک حساب دیا ان تمام معاملات کے باوجود آج ہم نے رات میں اندر ہیرے میں ان کو بلا کے بغیر کسی consultation کے بغیر اس ہاؤس کو اعتماد میں لئے بغیر بلوچستان کے لوگوں کو اعتماد میں لئے ہم نے پھر ان کیسا تھا پندرہ سال کا ایگریمنٹ سائیں کر دیا کیا جناب والا یہ ہماری ذمہ داری نہیں بنتی یہ بلوچستان کے ایک کروڑ بائیس لاکھ لوگ ہمارا گریبان پکڑ کے ایک دن ہم سے حساب لیں گے انہوں نے ہمیں یہاں پر اسلام نہیں بھیجا ہے کہ ہم کسی کو خوش کرنے کیلئے اس کی

واث اپ کی فرمان کو بھی مان لیں۔ بلوج تان کے لوگ یہاں پر ہم سے ایک ایک اپنے وسائل کا اپنے ایک ایک پسیے کا حساب لیں گے جناب والا سیندک کے ساتھ جو اگر یمنٹ سائنس ہوا ہے کہ ایک مخصوص پرستیج ہے جو وہاں پر سیندک اس علاقے میں خرچ کریگا۔ کیا کبھی ہم نے سیندک شہر کا یا اس کے ساتھ ماحقہ دیہا تو کام نے visit کیا؟۔ جب سیندک کے کچھ ذمہ دار ان سے بات ہوئی کچھ کروڑ روپے پچھلے سالوں میں انہوں نے سیندک اور چاغی کی ڈولپمنٹ کیلئے دیے تھے۔ اب مجھے exact figures یاد نہیں ہے اس لئے میں avoid کر رہا ہوں کہ ایک معزز فلور پر میں کھڑا ہوں figures میں نہیں دے رہا لیکن کروڑوں میں تھے وہ پسیے دیے گئے کیا وہ ان کروڑوں کے پیسوں میں سیندک کے لوگوں کو ایک واٹر سپلائی دی گئی؟۔ وہ پسیے کہاں گئے کس کے جیب میں گئے کس نے وہ پسیے کھائے اگر نہیں کھائے تو کہاں پر خرچ کئے اس ایوان میں اس کی رپورٹ آنی چاہیے جناب اپیکر؟۔ اس طریقے سے تو نہیں چلیں گے معاملات۔ کیا جواب دیں گے ہم سیندک کے لوگوں کو؟۔ اس ضلع چاغی کے لوگوں کو جن کے سینے پر ہم نے ایٹم بم کا بلاست کر دیا کیا ان علاقے کے لوگوں کو جو اس وقت مختلف قسم کی بیماریوں میں بیتلہا ہو چکے ہیں کیا اس سیندک کے پیسوں کو ہم کو ایک اچھا سا ہسپتال دے سکے ہیں کیا ہم سیندک میں کوئی ایک اچھا سا اسکول ان کو دے سکے ہیں؟۔ کیا ہم نے ان کو صاف پینے کا پانی آج تک مہیا کیا ہے؟۔ کیا ہم ان کو اس گرمی میں جو اس وقت میں جون جولائی اور اگست تک وہاں پر مپس پر چا لیس سے اوپر رہتا ہے دن اور رات میں کیا ہم نے ان کو بچلی دی ہے وہاں پر؟۔ جو ہمارا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہے چاغی کا دالبندین شہر اس میں بھی رات کو نو دس بجے کے بعد آپ کے پاس بچلی نہیں ہوتی ہے، تو جناب والا لوگوں کو جواب دینا پڑیگا اس کمیٹی کے اجلاس کو فی الفور بلا یا جائے اور یہاں میں ادب کیسا تھے جناب اپیکر آپ Custodian ہیں اس ہاؤس کے اس ہاؤس کے فیصلوں پر عملدرآمد کی ذمہ داری بنتی ہے آپ کی۔ آپ گورنمنٹ کو پابند کر لیں اس چیز پر کہ اس کمیٹی کا اجلاس فوراً بلا کے ان تمام چیزوں کو زیر بحث لا کے ایک ٹائم فریم ان کو دیدیں تاکہ اس ہاؤس میں جو ہے وہ رپورٹ ٹیبل ہو۔ تاکہ بلوج تان کے لوگوں کو پتہ ہو کہ ان کے وسائل کیسا تھا ان کے حقوق کیسا تھا ان کی اس غربت اور ان کی اس پسمندگی کے ذمہ داروں کے حوالے سے ان کو اس تمام چیزوں کا پتہ ہونا چاہیے۔ اور اس رپورٹ کو public ہونا چاہیے جناب اپیکر تاکہ ان کو پتہ چلے کہ ان کیسا تھا کیا ہو رہا ہے اس صوبے میں۔ انہیں الفاظ کیسا تھے جناب اپیکر آپ کا انہیانی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور امید یہ کرتا ہوں کہ یہ جو گزارشات ہماری تھیں یہ جو ہماری درخواست ہے آپ سے ان پر عملدرآمد ہو گا اور اس پر بھی آپ مہربانی کر کے ایک رولنگ دیس اس سیندک کے حوالے سے جو کمیٹی بنی تھی اس کا

فی الغور اجلاس بلا کے اس موجودہ مگر یمنٹ اور اس سے جو پہلے جو سینڈک کے معاملات ہیں ان تمام کو زیر بحث لا کے اس ایوان میں رپورٹ submit کی جائے۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اختر حسین لانگو صاحب۔ جی ملک سکندر صاحب۔

قائد حزب اختلاف: یہ ایجنسڈ نمبر 3 تھا اس پر بحث کے دوران ہمارے بھائی زمرک خان آج نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ چونکہ یہ Realte کرتا ہے سی ایم صاحب سے یہ بہتر ہو گا کہ چیف منسٹر صاحب جب تشریف لا تیں تو اس ایجنسڈ پر بحث کی جائے تو وہ ایجنسڈ اسلئے رک گیا آج ساتھیوں نے اس پر بحث شروع کی ہے۔ تو اگر چیف منسٹر صاحب نہیں آتے ہیں۔ جناب یہ ایک انتہائی بڑا الیہ ہے میں جناب کی توجہ ایک اخبار ہے 12 فروری کا جناب۔ ایک اسٹینٹ ہے وہ جناب کے علم میں لاتا ہوں اس میں خبر یہ ہے کہ سول ہسپتال میں جعلی ادویات کے ذریعے مریضوں کا علاج کئے جانے کا انکشاف۔ ادویات کی خریداری کے لئے سول ہسپتال کے شعبہ فارمیسی کا سالانہ بجٹ ستائیں کروڑ روپے ہے اور یہ ادویات جو جعلی ادویات لئے جاتے ہیں وہ ان مریضوں کو کھلانے جاتے ہیں آپ یہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جناب! یہ بڑی خبر ہے اور یہ بہت بڑا ذرا کہ ہے بہت بڑی کرپشن ہے بہت بڑا ظلم ہے چاہیے تو یہ تھا کہ فوری طور پر ذمہ داران کو گرفتار کیا جاتا ان کے خلاف مقدمات درج کئے جاتے بلکہ ان کے خلاف قتل کے مقدمات درج ہونے چاہیے تھے۔ ان کے ایک کروڑ 23 لاکھ عوام کی جان سے کھینچنا کا جو عمل ہے اس سے بڑا کر ظلم میرے خیال میں دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے۔ تو اس لئے میری گزارش تو یہ ہے کہ پانچ مہینے گزرے ہیں لیکن آج تک نہ تو اس معاہلے کو اٹھایا گیا ہے نہ کسی کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے اور ابھی بھی لوگوں کو جعلی ادویات دی جا رہی ہیں لوگوں کو جعلی ادویات کے ذریعے مارا جا رہا ہے تو اس عوامی قتل کے لئے ہم آپ کی توسط سے اس فورم میں یہ آواز ہم نے اٹھائی ہے۔ اور ہماری گزارش یہ ہے کہ اس پر جناب فوری طور پر ایک رولنگ دیں کہ اس میں کارروائی کیا ہوئی ہے، کارروائی تو نہیں ہوئی ہے۔ آپ یہ رولنگ دیں کہ جی اس پر کارروائی کی جائے اور ذمہ داران کو گرفتار کیا جائے ستائیں کروڑ روپے کوئی معمولی رقم نہیں ہے یہ پورے سال کا بجٹ اگر جعلی ادویات کا ہے تو لوگ کہاں جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب یہ اخبار تو 12 فروری کا ہے۔

قائد حذف اختلاف: sorry 12 فروری کا عرض کر رہا ہوں نا۔ جی۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ فروری کا اخبار ہے ہم نے اس سے پہلے بھی یہاں اٹھایا ہے اور یہ جو ایجنسڈ اے ایجنسڈ کا شق بھی یہ ہے کہ جعلی

ادویات کی روک تھام اور روزمرہ اشیاء کی ضرورت کی قیتوں کو کسٹرول کرنا۔ اب جعلی ادویات کی روک تھام تو ہونہیں رہی ہے یا آپ کے سامنے ہے اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے جب ادویات جعلی ہو گئی تو لوگ ہسپتال کا رخ کیسے کر سکتے لیکن مجبوری میں اگر آتے ہیں یہ جعلی ادویات ان لوگوں کی جان لے گی تو اس کے لئے تو ہم سب ذمہ دار ہیں یہ جتنے بھی یہاں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے معزز اڑا کیں ہیں اور جتنے بھی بلوجستان کے چہاں پر اسٹیک ہولڈر رز ہیں وہ سب اس کے ذمہ دار ہیں کہ اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں اور جناب اپسیکر اس وقت جو پوزیشن ہے ادویات کی بھی اور روزمرہ اشیاء کی بھی وہ قیمتیں اسماں کو چھوڑ رہی ہیں جو قیمت پہلے تھی اب ہر گولی کی ہر دوا کی قیمت ڈبل ہو گئی ہے بلکہ ڈبل سے زیادہ ہو گئی ہے لوگوں کو کھانے پینے کی چیز میرنہیں ہوتی جب یہ ادویات بھی اتنی مہنگی ہو جائیں یہ بلوجستان کے لوگ جائیں تو کہاں جائیں آتا خریدنہیں سکتے ہیں چینی خریدنہیں سکتے ہیں دال خریدنہیں سکتے ہیں سبزی خریدنہیں سکتے ہیں گوشت تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑے جو پہلے اب متوسط طبقہ درمیان سے ہمارے معاشرے سے نکل گیا بہت بڑا امیر بہت زیادہ غریب یہ دو طبقات جناب اپسیکر اس وقت ہمارے معاشرے میں ہیں اب اگر بڑا طبقہ اس کے لئے بھی گوشت خریدنا ایک مشکل عمل ہے تو چھوٹے جو غریب لوگ ہیں جو پاورٹی کے لائن سے نیچے ہیں وہ پھر گوشت کیسے خرید سکتے ہیں وہ گوشت اپنے بچوں کو کیسے کھلا سکتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کی یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ اس معاہلے کو لے اور یہاں لوگوں کو زندگی گزارنے کے موقع فراہم کریں ایسے حالات میں ان کے لئے کم از کم کھانے پینے کی چیز خرید سکیں اور اگر کہیں جاتے ہیں تو ان کو صاف ادویات میں صحیح ادویات میں ان کے علاج کا سبب بنے اور دوسرا جو گزارش ہے جناب کرونا سے متعلق ساتھیوں نے بات کی ہے میں جناب سے یہ عرض کروں گا کہ اس فلور سے آپ ایک حکمنامہ جاری فرمائیں ایک رولنگ دیں کہ کرونا میں کیونکہ ہمارے سامنے جو کچھ ہو رہا ہے کوئی بھی ایسا یہاں نہیں بیٹھا جس کو نہیں پہنچتا ہمارے سامنے جو کچھ ہو رہا ہے اب مارچ، اپریل، مئی میں جناب بلوجستان میں ہزاروں لوگ بیمار رہے ہیں وہ ہفتہ، دس دن حالات کے مطابق اللہ کی مہربانی ہوئی ہے وہ ٹھیک ہوئے ہیں وہ ادویات انہوں نے خود لیے ہیں حکومت کی طرف سے نہ کسی ضلع میں اور نہ کسی تحصیل میں نہ کہیں بھی یہ جو پڑے ہوئے مریض تھے ان کی کوئی مدد نہیں کی ہے رہی بات یہ کہ جب یہ کرونا کا صرف اخبارات تک کی بات رہی ہے اخبارات میں بیانات تک بات رہی ہے تو ہم یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ جب کرونا کا یہ مرض شروع ہوا تو ہمیں بتایا جائے کہ بلوجستان کی حکومت نے اپنے وسائل سے اس پول پر کتنی رقم رکھی ہے یہ ہمارا حق ہے اور یہ فرض ہے اس ہمارے دوسرے بھائیوں کا کہ وہ ہمیں اس پر مطمین کریں کہ بلوجستان کے وسائل سے کتنے پیسے اس پر کھے

گئے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے کیا مراعات دی گئی ہیں کیا کچھ دیا گیا ہے کیا سامان دیا گیا ہے اور اسی طرح این ڈی ایم اے نے جو یہ کہتے ہیں کہ ایک مریض پر پچیس لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں یہ این ڈی ایم اے کے سیٹمنٹس ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک مریض پر پچیس لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں ہم نے تو کسی مریض پر دس روپے کے پینا ڈول کا خرچ بھی کسی سے نہیں دیکھا ہے جناب جو لوگ ہزاروں کی تعداد میں بیمار رہے ہیں جو مہینوں، ہفتوں اور عشروں تک اپنے گھروں میں پڑئے ہوئے ہیں اور اپنا اعلان کرتے رہے تو ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کیا کتنا این ڈی ایم اے نے ہمارے بلوجستان کے پی ڈی ایم اے کی کیا مد کی ہے کس قسم کے مدد کی ہے یہ ریکارڈ پر آجائے اور جو ڈوزرا یکنسیز ہیں جنہوں نے کرونا میں یہاں بلوجستان میں اپنا ایک کردار ادا کیا ہے وہ بھی بتایا جائے کہ ان کی طرف سے کیا مد کی گئی ہے کتنی کی مدد ہوئی ہے اور پھر یہ کیسے خرچ ہوا کس پر خرچ ہوا یہ تفصیل اب ہمارا حق ہے اب نہیں ہوتا تو جناب آپ رو لنگ دیدیں کہ یہ جو ساری تفصیل ہے یہ ہاؤس کو ہفتہ دس دن میں فراہم کر دیں، بہت شکر یہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ ملک سکندر خان ایڈو و کیٹ صاحب، مسٹر نیشن آپ سارے ہاؤس کا ماحول خراب کر رہے ہیں ایک بار وہاں بیٹھتے ہو پھر وہاں بیٹھتے ہوا ایک جگہ چین نہیں آ رہا آپ کو۔ میڈم شکلیہ ہواں، میں نے فلور میڈم کو دیا ہوا ہے اس کے بعد پھر میں آپ کو دیتا ہوں، جی آخیر میں پھر آپ بات کریں گے، جی بات کریں صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: بسم اللہ الرحمن الرحيم، آپ کی بڑی مہربانی جناب اسپیکر صاحب۔ جناب جہاں تک ان امور کا تعلق ہے ایک تو میرے خیال میں ہمارے سی ایم صاحب اکثر مجھے ان کے ساتھ ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر وہ یہ تمام ڈیپارٹمنٹ اپنے ساتھ رکھتے ہیں تو جواب کے لئے بھی آتے یا تو اپنے ساتھیوں پر اعتماد کر دیں جو بھاری بھر کم مجھے ان کے ساتھ ہیں اپنے ساتھیوں کو دیں تاکہ وہ کم از کم اسی میں پر آئیں اور ہمیں جواب دے سکیں۔ جناب والا اسی دن میں نے بات نہیں کی تھی چونکہ ایکنڈے میں ٹڈی دل شامل تھا فروری میں ایک جھنڈا آیا تھا بلوجستان میں ٹڈی دل کا۔ ہم نے اس کو بروقت پی ڈی ایم اے کو بھی ایگر یکچھ ڈیپارٹمنٹ کو بھی اور بلوجستان حکومت کو بھی یہاں تک این ڈی ایم اے کو بھی اس کی اطلاع دی کہ یہ خط ناک جھنڈا آتی ہے۔ ان کے تدارک کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ لیکن اللہ بھلا کرے ہمارے چین کا ان کا ایک ڈیلیکیشن آیا خصوصاً پشین، پھر خانوzenی، اُس نے اس پرے ایسا کو دیکھا۔ اس کے بعد جاتے ہوئے ٹوئیٹ پر ہمیں اطلاع بھی دی گئی کہ آپ کو ہم نے سامان بھی چھیجوا دیا و ایسا چھیجوا دیں ان کے اسپرے کردا کے

ان کو آپ روک سکتے ہیں۔ لیکن ہم تین مہینے برابر مارے، مارے پھر رہے تھے پی ڈی ایم اے ہمیں ایگر یا پھر ڈیپارٹمنٹ کے ہاں بھیجوادیتے۔ وہ پھر ہمیں الیف سی کے ہاں بھیجوادیتے کہ ہم نے یہ اختیارات ان کو تفویض کیتے ہیں وہ خود confuse تھے کسی کو بھی یہ پتہ نہیں تھا کہ اختیارات کس کے ساتھ ہیں اور وہ جھنڈ آیا پھر اس نے انڈے دیئے اس کے بچے پیدا ہو گئے جب اس نے فصلات کو بتاہ کرنا شروع کر دیا تو پھر یہ خواب خرگوش سے اٹھ گئے ہمارے منشی صاحب کہہ رہے تھے کہ میں نے دورہ کیا ہے دورہ بیشک اس نے کیا ہے قلعہ عبداللہ بھی گئے پیشیں بھی آئے قلعہ سیف اللہ بھی گئے لیکن یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب ہمارے ملخ پورے ہمارے باغات کو قبضہ کئے ہوئے تھے لیکن ان کے بعد بھی ان لوگوں نے صرف ہمیں دوائی تک دی۔ ہم نے اپنی مدد آپ کے تحت تمام زمینداروں کو اکٹھا کر کے ان کے ذریعے ہم نے اس کا مقابلہ کیا اور ایک حد تک اپنے فصلات کو محفوظ کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ وقت سے پہلے اگر ان کو بتا دیا جاتا ہے تو ایک حکومت ہے ایک سسٹم ہے تو کم از کم پہلے سے ان کا تدارک کیا جائے۔ اگر بروقت وہ اس کا کوئی پلان بنادیتے تو شاید کہ جو فصلات کو ہمارا نقصان پہنچا بلوجستان کے کوئی بارہ اضلاع میں جو نقصانات پہنچے وہ شاید نہیں ہوتے۔ اور اس وقت پھر ہم اس کو خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ انشاء اللہ جوانڈے دیئے گئے ہیں اگست کے بعد ستمبر، اکتوبر میں پھر وہ انڈے بچے دینگے اور پھر ان کا جھنڈ آیا گا۔ تو بجاۓ اس کے کہ ہم پچھلی بار کی طرح خاموش رہے ابھی سے ان کے لئے پلانگ کر دے تاکہ کم از کم بلوجستان کی زبوں حال ہمارے زمینداروں کا مزید نقصان نہیں پہنچیں۔ اس کے لئے ابھی سے پلان تیار کر دیں، اور اسی طرح اس میں جناب والا کورونا وائرس کے حوالے سے اس ایجنسٹے میں شامل تھا۔ جس طرح ابھی ملک صاحب فرمائے ہیں کہ روز اول سے ہم اس اسمبلی کے فلور پر یہ سوال ہم نے اٹھا رکھا ہے کہ کورونا وائرس ایک عذاب ہے۔ سب سے پہلے اپنے گناہوں کا توبہ کر کے اپنے رب کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اور دوسرا یہ کہ بحیثیت ایک حکومت کے اس عذاب کو کوئی نہیں کر سکتا کہ کم از کم دیانتداری کے ساتھ قدم اٹھانے ہیں۔ ہوا یہ ہے کہ این ڈی ایم اے کی طرف سے بھی ہمارے پی ڈی ایم اے کے طرف سے بھی یہ کہا جا رہا ہے کہ per-head ہم نے ایک مریض کو پچیس لاکھ روپے لے کر کیا اُن پر۔ سوال یہ ہے کہ میں صرف پیشیں کی حد تک آپ کو بتا دیتا ہوں کہ پیشیں میں کوئی ایک سو 414 جنڑ مریض ان کے ہیں جو ہمیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں ان کو جنڑ کیتے ہیں کہ واقعی یہ مریض تھے۔ ساڑھے چار کروڑ روپے یہاں آئے پیشیں میں کورونا وائرس کے حوالے سے ہمیں بتا دیں کہ کسی ایک مریض پر آج تک کوئی ایک روپیہ خرچ ہوا ہے نہ وہاں کسی ہسپتال میں اس نے وہ کورونا کے kits رکھے گئے ہیں نہ کسی ڈاکٹر کو corona-kits فراہم کی گئی ہیں۔ نہ کوئی اور انتظامات کیتے گئے

ہیں۔ لیکن یہ ساڑھے چار کروڑ روپے کہاں خرچ ہوئے اسی لئے ہم نے یہ سوال اٹھایا تھا۔ کہ ڈومنز اجنسیوں نے جو ڈویشن کی ہیں اس حوالے سے ہماری وفاتی حکومت نے فنڈ زدیے ہیں اور ہمارے برادر ملکوں نے پیسے دیئے ہیں اور بلوچستان کی حکومت نے جو پیسے رکھے ہیں ان کو مکمل حساب کتاب تو table ہونا چاہیے تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ پیسے آئے کتنے اور خرچ کتنے ہوئے ہیں لیکن اللہ بلا کرے ہمارے دوستوں کا کہ اس کو رونا کو بھی وہ ایک غنیمت سمجھ کر وہ پیسے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ خدا کا خوف کیا جائے ایک طرف عذاب الٰہی ہم پر مصیبت ہے دوسری طرف جو وسائل ان کے لیے ہمیں مہیا کئے گئے ان کو ہم خود لوٹ رہے ہیں۔ کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ تو کیا پھر اس ماحول میں اللہ کا عذاب مل جائیگا کبھی نہیں ملے گا لہذا وہ حساب کتاب کم از کم ٹیبل ہونا چاہیے تاکہ آپ کی اسمبلی کے تمام ممبران کو یہ پتہ چلے کہ کتنے پیسے آئے کتنے خرچ ہوئے اور یہ بھی تک پچے ہیں اور خرچ کس چیز پر ہوئے ہیں جناب اسٹیکر بلوچستان کی عوام کا اکثریت ذریعہ معاش اس وقت زراعت اور معدنیات پر ہے لیکن میں صرف اس حکومت کو موردا لزام نہیں ٹھہراتا ہوں بلکہ اس سے پہلے بھی جتنی حکومتیں گزری ہیں آج تک ہماری کسی بھی حکومت نے ان دو شعبوں میں کوئی سنیدگی اختیار نہیں کی۔ ہوا یہ ہے کہ اس وقت جو پوزیشن ہمارے بلوچستان کی زراعت کی ہے آپ ایک ہی زمیندار کو اٹھا کر ان سے بات کریں اب وہ بیچارہ نہ اپنا یہ پیشہ چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ان سے اپنی جان چھڑا سکتے ہیں حکومت کی طرف سے ایک طرف تو بھلی کی جو سب سڈی دے رہی تھی بھلی میں۔ وہ نہیں دے رہا اور بھلی کی کم و پیش و لیٹھ ہے جو کم ہے انکی مشینیں چل رہی ہیں 24 گھنٹے میں ان کو چار گھنٹے بھلی مہیا کی جاتی ہے ان کی فصلیں ایک طرف تباہ ہو جاتے ہیں دوسری طرف اگر وہ تھوڑا بہت اپنے آپ کو بچالیں تو جب ہمارا سینز فروٹ کا پہنچتا ہے تو ایران سے بارڈر کھول دیا جاتا ہے جب ہمارا سینز یوں کا سینز آ جاتا ہے تو پھر ایران سے ہمارا بارڈر کھول دیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ وہاں زمینداروں کو حکومت سب سڈی بھی دیتی ہے اور وہ نہری پانی سے اپنے فصلات سیر آب کرتے ہیں اور ظاہر ہے ان کا خرچ کم ہوتا ہے تو ہمارے تمام زمینداروں کو پھر سے نقصان ہو جاتا ہے لہذا کم از کم اپنی اس زراعت کو بچانے کے لیے بارڈر پر پابندی لگائی جائے جس وقت ہماری اپنے production ہو مارکیٹ میں ہم فروٹ بھی دے سکتے ہیں اور سینز یاں بھی دے سکتے ہیں تو پھر باہر سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے کم از کم اپنے زمینداروں کا خیال رکھیں اب اگر سینز نہ ہو تو اس میں ظاہر ہے ہماری ضرورت پڑتی ہے ہم لا سکتے ہیں لیکن یہاں ہماری سینز یاں ہوتے ہوئے تب بھی ہم اس کو لاتے ہیں اور بارڈر کو کھول کر اپنے ہی زراعت کو ہم تباہ کرتے ہیں اور اسی طرح ہماری معدنیات اب ظاہر ہے کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد یہ provincial subject بن چکا ہے جو بھی

معاہدات ہوتے ہیں تو ہماری provincial government نے ہی کرنا ہے صوبائی حکومت نے کرنا ہیں لیکن ہمیں نہیں پتہ کہ چاکنا نے سب کچھ ہمارا لوٹ کر پھر ہم کس خوشی میں اسکے ساتھ ان کو توسعہ دی اس معاہدے میں۔ اب اس کو کیوں خفیہ رکھا جاتا ہے یا تو پھر اسمبلی کے فلور پر ہمارے حکومتی ذمہ داران یہ کہہ دیں کہ ریکوڈ کا جو مسئلہ بنا سیندھ پروجیکٹ کا جو مسئلہ بنا انہی دو پروجیکٹ کے ذریعے ہم پورے بلوجستان کی پسمندگی کو بھی دور کر سکتے ہیں اور اپنے بیروزگار نوجوان کو بھی روزگار مہیا کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں نہیں معلوم کہ اس دفعہ پھر اپنے اس معاہدے میں توسعہ کی۔ اس پر اختر جان نے کھل کر بات کی کہ ہونا تو یہ تھا تو وہ جو معاہدہ اس کے ساتھ کیا گیا ہے وہ 24 گھنٹے میں صرف 8 ہی گھنٹے وہ مائنگ کر سکتا ہے لیکن اس نے 24 گھنٹے میں اس نے ہمارے معدنیات نکال کر وہ لے چکے ہیں گویا کہ اگر معاہدہ 10 سال کا ہے تو اس کو اس مائنگ کے ذریعے 3 سال ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ وہ 3 شفت چلا رہا ہے اپنی مائنگ کو لیکن وہ سب کچھ ہمارا لوٹ کر گئے ہیں دوسرا یہ ہے کہ ہمارے لوکل جو مائنگ ہو رہی ہیں اس کے مطابق ہماری حکومت سنجیدہ نہیں ہے یا تو ہم رونارو ہے ہیں کہ ہمارے بیروزگار نوجوان کو روزگار نہیں مل رہا ہے لیکن دنیا جہاں میں مائنگ کا اصول ہوا کرتا ہے آسٹریلیا میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ سونے کے کان میں کچھ کامکن پسے ہوئے تھے ان کا صدر ان کا وزیر اعظم ان کی تمام کا بینہ اس ایک ہی مائنگ پر آ کر ٹھہرے ہوئے تھے کہ جب تک اس مزدوروں کو ہم نہیں نکالیں گے ہم نہیں جائیں گے لیکن آج ہمارے کوئے کانوں میں روز بندے مر رہے ہیں کرومینیٹ کے اس میں مر رہے ہیں لیکن اس کا کوئی والی وارث نہیں ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی ہیں کہ کچھ لوگ اپنی مدد آپ کے تحت مائنگ شروع کر جاتے ہیں حکومتی سرپرستی نہ ہونے کی وجہ سے جو اپنا تھوڑا اہم پیسے رکھتے ہیں وہ ختم ہو جاتے ہیں اور وہ پھر چلے جاتے ہیں ہونا یہ چاہیے کہ کم از کم حکومت کو جو لوگ مائنگ میں ڈچپی رکھتے ہیں ان کی مدد کی جائے ان کو بعد میڈمشنیری provide کی جائے دنیا جہاں کا اصول یہ ہوتا ہے کہ جو مائنگ سے وابستہ لوگ ہوتے ہیں میڈمشنیری حکومت مہیا کرتی ہے اور وسائل حکومت مہیا کرتی ہے جب ان کی production کی صورت میں 20% کی صورت میں وہ ایر جنسی کو رکیا جاتا ہے لیکن یہاں کوئی وہ نہیں ہیں لہذا مائنگ کے لیے ایک پالیسی بنائی جائے ہمارے خزانہ منشہ صاحب بیٹھے ہیں اپنے ہی وسائل پیدا کرنے چاہیے بہت سارے وسائل اللہ نے ہمیں دیے ہیں۔ بلوجستان کے تمام پہاڑوں میں آپ کے minings ہیں آپ کے کرومینیٹ ہیں سونا ہے تانبہ ہے سب کچھ ہے۔ ان کے لیے ایک پلانگ کی جائے تاکہ ہماری معیشت بھی صحیح ہو بیروزگار نوجوان جو اس وقت ڈگریاں ہاتھوں میں لیے پھرتے ہیں ان کو روزگار بھی مل سکیں۔ اسی طرح

ہمارے بلوجستان میں اس وقت حکومتی بچوں پر ہمارے ساتھ جو دوست بیٹھے ہیں ایک طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ گیس رائٹلی کے ہم دعویدار ہیں اور اربوں روپے ہمارا مرکز مقرر ہے۔ اب سینڈک کے حوالے سے جو کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد ہمارا اپنا ہی subject بن چکا ہے ہمیں خود کم از کم فیصلے کرنے چاہیے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ پچھلی حکومتوں نے اگر اس بات کو اٹھایا ہے تو پھر گورنر راج یہاں راج ہوا ہے تو ہم اس عمل میں شریک ہیں کہ بلوجستان کے حقوق کے حوالے سے ہم کوئی compromise نہیں کرتے ہم آپ کے ساتھ ہیں نہ ڈریں آپ کی حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا فیصلے کچھ تنگڑے سے کر لیں آپ کی بڑی مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی میڈم شکلیہ نوید صاحبہ۔

محترمہ شکلیہ نوید نور قاضی دھوار: بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے جیسے میرے بھائیوں نے کافی تفصیلاً اس چیز پر بات کی۔ I am just going to talk about the day جو نام میں نے last speech میں میں سینڈک، ریکوڈک، دوڈر کو دیئے تھے اس کو robbery میں نہیں کھوں گی ہمارا ایک معابدہ MoU ہوا ہے چائنز کے ساتھ دوبارہ پندرہ سالوں کے لئے۔ جناب اسپیکر اس پر کیونکہ کافی میرے بھائیوں نے بات کی تھوڑی سی میں اس ڈسٹرکٹ کے حوالے سے بات کروں گی جب بھی یعنی اپنے نوعیت کی جواہیت کے حامل ہیں ڈسٹرکٹ چاغی۔ ایک تو یہ bordering area ہے اس کے علاوہ جو سینڈک، ریکوڈک ہے جس کو دو ہاتھوں سے نہیں بلکہ ہاتھوں اور پھر وہ سے لوٹا جا رہا ہے پچھلے کئی ادوار سے جس پر میرے بھائیوں نے بات کی کہ آپ کے قوانین ہیں معدنیات کے منازل کے آیا کیا ہم ان کی violation نہیں کر رہے ہیں 8 گھنٹے diggings کی جاتی ہے وہاں پر 8 کی جگہ 24 گھنٹے diggings کی جاتی ہے۔ آیا ہم جو پھر لے کر جاتے ہیں کچھ اس کا measurements ہمیں انہوں نے دیا ہے کہ اس پھر کے اندر ہے کیا۔ سونا، چاندی، تانبہ، ہیرے کچھ بھی ہو سکتا ہے اس سے بلکہ اور زیادہ ایسے معدنیات ہو سکتی ہیں جو چائنز ایک پھر کی صورت میں ہم سے یہاں سے لے کر جاتے ہیں کوئی refinery نہیں ہے آیا ہم جس سرزمین سے یہ لے کر جا رہے ہیں وہاں کے لوگوں کیسا تھا ہم نے کتنا انصاف کیا ہے۔ یہی آپ کے ریکوڈک اور سینڈک کے ملازم میں کچھ عرصہ پہلے صرف جو مزدوری کا کام کرتے ہیں وہاں آپ نے ٹینکنیکل کام کرنے کے لیے کوئی بلوجستان کا لوکل موجود نہیں ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں اس وقت ہمارے پاس انچینزر بچے فارغ بیٹھے ہوئے ہیں فارغ ہیں روزگار نہیں ہے انھیں۔ وہ کریم کی گاڑیاں چلا رہے ہیں وہ دکانیں چلا رہے ہیں لیکن برس روزگار

نہیں ہیں اس کے ذمہ دار ہم سب ہیں یہاں پر میٹھے ہوئے MoU sign ہو جاتا ہے CM صاحب خود معدنیات کے منسٹر بھی ہیں۔ پتہ نہیں اب کتنی منسٹریاں الحمد للہ انہوں نے سنچاہی ہوئی ہیں کہ ایک MoU پر بھی sign کرتے ہیں کہ آیا اس کے TOR's میں کیا ہے آج تک وہ ابھی یہاں اس فلور پر پیش نہیں ہوا ہے کہ ان کے TOR's میں کیا ہے کوئی MoU آپ کے سینڈک پروجیکٹ کا وہاں پر نہیں ہے وہ پھر کی صورت میں لے کر جاتے ہیں کتنا لے کر جاتے ہیں کتنی quantity میں لے کر جاتے ہیں آیا کیا Is that the part of the MoU? اور اس پر implementation کیا ہو رہی ہیں وہ زیر وہے کوئی ہزاروں کے تعداد میں لاکھوں کی تعداد میں وہاں کی آبادی نہیں ہے ڈسٹرکٹ چانگی کی لیکن وہاں کے لوگ بیرون گار ہیں یا تو ان کا روزگار سے مگنگ ہے صاف سی بات میں اس وجہ سے یہاں کر رہی ہوں کہ ہم جو MoU ہم After 18th violation کی۔ کیا ہے کہ ہم نے بلوجستان کے ساتھ ہم نے اپنے آئین کے ساتھ amendment کیا ہے اس چیز کا حق رکھتے ہیں کہ کوئی MoU اس کے resources کے ہوں گے تو آج تک کبھی کیا ہم نے بلوجستان کے لوگوں کا حق ادا کیا ہے آپ data ملغوا province میں بالکل سینڈک اور ریکوڈ ک میں کام کرنے والے لوگوں کا آپ data ملغوا لیں آپ دیکھ لیں اسمیں لوکل لوگ کتنے کام کر رہے ہیں وہاں کے اور وہاں کے جو باقی باہر سے آنے والے لوگ ہیں ان کی تعداد کتنی ہے اس کو آپ analyse کر سکتے ہیں وہاں سے پانچ کلومیٹر یا 8 کلومیٹر پر کلی جمل ہے جس کا نام جمل ہے۔ آپ جا کر دیکھیں وہاں پر پرانگری اسکول نہیں ہے وہاں کے بچوں کے پیروں میں جوتے نہیں ہیں۔ ہم کسی حد تک بلوجستان کے ساتھ sincerity کی بات کرتے ہیں کیا یہ ایک او یو ہمارے بلوجستان کے لیے ہے کیا یہ after 18th amendment violation ہماری ہم خود نہیں کر رہے ہیں اپنے آئین اپنے قانون کے ساتھ ہم جو ابde نہیں ہیں ان لوگوں کو۔ آپ جا کر پرسان حال دیکھیں آپ وہاں کے لوگوں کی حالت دیکھیں اس پورے ڈسٹرکٹ میں، میں صرف ڈسٹرکٹ میں ایک کلی کی بات کی پورے ڈسٹرکٹ میں ایک گرائز کا لج ہے ایک بوائز انٹر کالج ہے۔ جہاں سے آپ سونا دن رات لوٹ کر جا رہے ہیں لوگوں کو دے رہے ہیں بلوجستان خیرات دینے کی جگہ نہیں ہے کہ آپ جو بھی اٹھائیں آپ پلیٹ میں جو ہیں نال اس کو سجا کر اس کو خیرات کے طور پر دیدیں۔ جناب اپنے کیا اس پر جس کمیٹی کی بات میرے بھائیوں نے کی تھی جو last form نہیں ہوئی ہے کوئی transparency ہیں ہے ہمارے پنج بیرون گار ہیں ہمارے لوگ جو کمیٹی ہیں نال ایک وقت کا کھانا ایک وقت کی روٹی انھیں ملتی ہے اور یہیں پر 15 سال کے lease۔ ہم دوسروں

کے ساتھ کرتے ہیں جب بھی وہاں کی jobs آتی ہیں تو وہاں پر بلوچستان کے لیے کیا کیا ہے صرف ڈرائیورز کی jobs ہیں خاکروب کی jobs ہیں کیونکہ باقی جتنے ہماری یہ یونیورسٹی میں انجینئر یونیورسٹی جو ہم اپنے بچوں کو وہاں سے نکالتے ہیں ان کو روزگار کے موقع ہم کیوں نہیں دے سکتے ہیں ہم لوگ - اس کے MoU کے اس کو بالکل ان کے لیے بلوچستان کی قسمت پر ایک کالا داغ کہوں گی اگر ہم نے اس پر سائنس کیا ہے ایک دوبارہ اس حکومت پر کہ یہ تقدیم کا نشانہ اگر بنایا گیا ہے چاہے اس فائز ڈیپارٹمنٹ نے اپنے نوٹ میں لکھا ہے چاہے ہم Law نے کہ ہم نے violation کی ہیں تو یہ ہمیشہ سے یہ اس پر ایک وہ بگ لگ گیا ہے اس کو transparent کرنے کے لیے کمیٹی کو فعال کیا جائے جس کمیٹی کا ذکر ہم نے بارہا کیا ہے اسکو لایا جائے اور پلس اس کو جو ہے ناں لوگوں کو دیکھایا جائے کہ ہم نے ان's TOR میں کیا terms of conditions ان کی کیا ہم نے رکھی ہے اس کے بعد آپ ریکوڈ ک اور سیند ک اور گدر جیسے پروجیکٹس کو چلا میں لیکن پہلا حصہ یہاں کے لوگوں کا ہے اور بلوچستان کا حصہ ہمیں لازمی دینا ہے تو جناب اسپیکر اس کے ساتھ دوبارہ once again request کہ آپ دوبارہ اس کمیٹی کے بارے میں رونگ دیدیں اس کمیٹی کو ایک سال ہوا ہے آپ نے تشکیل دینے کی بات کی ہے کہ گورنمنٹ اس میں serious کیوں نہیں اس چیز کو لے رہا ہے آیا وہ نہیں چاہتے کہ یہ کمیٹی بنے تاکہ transparency ہو۔ تاکہ لوگوں کے سامنے چیزیں آئیں کیونکہ اگر یہ بلوچستان کا معاملہ ہے تو اس میں نا اپوزیشن ہے نہ گورنمنٹ ہے بلوچستان کے لوگوں کی پر اپرٹی ہے۔ after eighteenth amendments یہ ہمارا ہے ہمارے hand میں ہے کہ ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں یہ رات کی تاریکی میں کوئی MoU یا ایک signature کی بات نہیں ہے کہ ہم نے ایک سائنس دے دیا ہے تو آپ دوبارہ اس پر رونگ دیں اور اس کمیٹی کو فعال بنانے کی آپ نہیں پر بات کریں گے تاکہ as soon as possible یہ کمیٹی بنے اور جو ہے نا دوبارہ سے اس کی تشکیل ہو اس کا چیئر پرسن ہو اور اس جو بھی sign MoU کیا ہے وزیر اعلیٰ بلوچستان نے اس کو سب کے سامنے لا یا جائے۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میڈم شکلیمہ نوید۔ جی حاجی صاحب۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر آج تو کافی بحث ہوئی ٹڑی دل کے حوالے سے ان کے لیے ادویات کے حوالے سے ریکوڈ ک اور سیند ک کے حوالے سے لیکن بدمقتو سے اونٹ کوئی نے کہا کہ آپ کی گردن ٹیڑھی ہے۔ تو اونٹ نے کہا کہ آپ اپنی آنکھیں کھولیں کہ میری کوئی اعضاء سیدھی ہے میرا

تو سارا جسم ٹیڑھا ہے۔ اگر دیکھا جائے جو بھی کار کر دی جس لیں چاہے مذہبی دل کے حوالے سے ہو چاہے آپ کے مانزماں نہیں کرنے کے حوالے سے ہو چاہے بلوجستان میں جس بھی حوالے سے ہو۔ وہ سارا سسٹم یک طرفہ طور پر چل رہا ہے ہم اپوزیشن والے خوش فہمی میں بتلا ہیں بار بار یہ ہم آپ سے request بھی کرتے ہیں اور بار بار آپ سے کہہ بھی رہے ہیں کہ آپ کمیٹی بنائیں ہمیں کمیٹی میں بھی لے لیں۔ تاکہ بلوجستان کا سسٹم صحیح رُخ اختیار کر لے۔ لیکن بدقتی سے یہاں پر حکومتی پیغام پر بیٹھے ہوئے یہ ساختی ہیں۔ وہ اسی بلوجستان کے باشندے ہیں۔ وہ اپوزیشن والوں کو اس نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ آپ کا بلوجستان کے معاملات سے کوئی سروکار ہی نہیں۔ چونکہ آپ کی ذمہ داری نہیں۔ لہذا منتخب تو سب ہو کر آئے ہیں۔ جب ایک بار flood کا مسئلہ ہوا۔ تو flood کے حوالے سے سارا کچھ جو ہے کمیٹیاں بن کر کہ آپ جا کر سروے کر لیں۔ دیکھ لیں۔ اور پورٹ پیش کریں۔ یہاں اسی فلور پر میں نے آواز اٹھائی کہ flood کے حوالے سے تقاضات ہو چکے ہیں۔ کمیٹی بنائیں۔ کمیٹی میں اُسی علاقے کے لوگوں کو شامل کریں تاکہ آپ کو صحیح رپورٹ دے سکیں۔ لیکن یہاں پر ہمارے ایک معزز رکن نے کہا کہ ہم سروے کر چکے ہیں۔ حالانکہ اُس نے دیکھا تک ہی نہیں تھا۔ آج تک وہ معاملات ویسے کے ویسے پڑے ہیں ایک، دوسرا بات جو مذہبی دل کے حوالے سے جو مسئلہ چل پڑا۔ اپوزیشن والوں نے بہت پہلے اس کی نشاندہی کر لی۔ کہ اس کی روک تھام کیلئے ایک قدم اٹھایا جائے۔ آج تھوڑے ہیں۔ کل زیادہ ہو جائیں گے۔ یہ پیچے دیں گے۔ لیکن نظر انداز کیا گیا۔ مذاق اڑایا گیا کہ اپوزیشن والے ایک بات بناتے ہیں کہ ہم کس بات پر یہاں موضوع چھیڑ کر اسمبلی فلور پر بات کریں۔ لیکن جب مذہبی دل نے زور پکڑ لیا۔ پھر جب دوائیوں کا مسئلہ ہوا۔ یہاں پر فنڈر رکھا گیا۔ کسی کو یہ پتہ نہیں کہ کتنے فنڈر کھے گئے ہیں۔ کہاں دیا گیا؟ دوائیاں کدھر دی گئی؟۔ ہمارے علاقے میں آیا۔ ہم تو زمیندار لوگ ہیں۔ ہمارا پورا علاقہ انگور اور سیب کے باغات ہیں۔ لیکن وہاں پر جب میں نے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ مذہبی دل نے تو ہمارے جو کچھ فصلات جسے ٹماڑیں ہیں یہاں وہاں خربوزے ہیں۔ تربوزے ہیں۔ یہ تو سارے ہمارے فصلات کھا چکے ہیں یہ مذہبی دل۔ جب میں نے رابطہ کیا تو بولا کہ دوائی کا کوئی یہاں پر بندوبست نہیں ہے۔ پھر سناؤ کہ بھائی ڈی سی کے پاس ہیں۔ ڈی سی سے رابطہ کیا۔ اُس نے کہا کہ میں نے اپنی ٹیم بھیج دی ہے۔ میں نے کہا کہ کہاں آیا وہ گلستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں۔ بہت بڑی ذمہ داری ہے وہاں پر۔ اور پورٹ مجھے یہ ملی۔ ڈی سی نے کہا کہ وہاں پر تو کوئی مذہبی و ڈی سی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے بھیجا کون ہے۔ کیسے بھیجا۔ جب وہاں پر مذہبی دل بھیجتی ہی چکی ہے۔ سارے لوگ فیس بک پر چلا رہے ہیں۔ وہاں غول کے غول چل رہے ہیں۔ سیلا ب پر سیلا ب چل رہی ہے۔ لیکن آپ کہتے

ہیں کہ وہاں پڑھنے دل ہے نہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ اپنا ایک بندہ مجھے دیں۔ مجھے متعارف کرائیں کہ میں اُسکے ساتھ رابطہ کرتا ہوں۔ ہم نے اُسکو پیش کش کر دی کہ بھائی اتنا کر دو۔ ان زمینداروں کو دوائی دو۔ ٹڈی دل جس راستے پر آئے ہیں۔ وہی اُسکو آگے جا کر اُس کو روک دیں گے۔ چونکہ ہمارے زمینداروں کے پاس ٹریکٹر اور ٹینکیاں ہیں۔ اور پیپ ہیں۔ دوائی آپ دیں۔ کام وہ کریں۔ سارے ٹڈی دل جو ادھر سے اُدھر نہیں جائیں گے۔ یہی روک کر اس کو مار دینے۔ لیکن پھر بھی کچھ نہیں ہوا۔ اب بات رہی اس بات کی۔ پتہ نہیں کیوں یہ سیاست کی نظر ہو رہے ہیں۔ کیا کوئی ایک سیاسی پارٹی کو اس سے نقصان ہو رہا ہے۔ کیا کوئی ایک فرد کو اس سے نقصان ہو رہا ہے؟ کیا کوئی ایک علاقے کو اس سے نقصان ہو رہا ہے۔ یہ تو پورے علاقے کا نقصان ہے۔ پورے بلوجستان کا نقصان ہے۔ بلکہ یہی پھیل کر پورے پاکستان کا نقصان ہے۔ یہی سلسہ رہا۔ اور دوسری بات یہ کہ ہمارے معزز ارکین ہیں۔ سینڈک پر بھی جو ہے کچھ گزارشات کر دیں۔ کہ اس کا جواہر یمنٹ ہے۔ وہ غیر قانونی طور پر ما نزا بیند منزیل ڈیپارٹمنٹ نے extend کر دیا ہے پندرہ سال کیلئے۔ کیا بلوجستان گورنمنٹ کے پاس صرف اتنا ہی اختیار ہے کہ وہ ایک کاغذ پر سائن کر دیں کہ ٹھیک ہے پندرہ سال کیلئے ہے۔ اس سے پہلے جب amendment eighteenth آگئی۔ اس میں تو یہ سینڈک پر اجیکٹ جو ہے وہ بلوجستان کے حوالے کیا گیا۔ اور چانٹا کی ایگر یمنٹ پوری تھی۔ اُس وقت بلوجستان کے پاس واقعتاً وسائل نہیں تھے۔ کہ بلوجستان گورنمنٹ اُس کو لیتی۔ اور پھر اُس کو دوبارہ چانٹا کو دیا گیا۔ اب جب ایگر یمنٹ پوری ہوئی۔ پھر کیوں کیا تگ بتا ہے واپس چانٹا کو پندرہ سال کیلئے دے دیا گیا۔ کیا ہم غیر ضروری چیزوں میں پڑتے ہیں۔ جو بلوجستان کیلئے بات کرتے ہیں۔ اُس کو شاید میرے خیال میں ایک اصطلاح ہے کہ وہ غدار ہے۔ جو عوام کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ اُس کیلئے یہی اصطلاح موجود ہے۔ لہذا میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر اجیکٹ پر پوری طور پر ایک کمیٹی بنائیں کہ چانٹا کے حوالے کیوں کی گئی ہے۔ اور بلوجستان کے پاس اُس وقت سے اور پہلے میں جو ذور گز رگیا اُس وقت کا۔ اور یہ جو موجودہ دور ہے۔ اس میں تو بلوجستان کے پاس وسائل ہیں۔ غیر ضروری طور پر لاءِ اینڈ آرڈر کے لئے جو خطیر رقم رکھی جا رہی ہے۔ کیا ان میں سے کچھ نہیں دے سکتے؟۔ تا کہ ہم سینڈک کو خود سنبھالیں۔ اور یہ منافع بلوجستان کو ملے۔ دوسری بات یہ۔ یہ بجلی کی جو بات ہم کر رہے ہے کہ سب سڈی نہیں دی جا رہی۔ کیا بلوجستان اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ ہم اپنی عوام کو مفت بھی نہیں دے سکتے؟۔ ہمارے پاس یہ وسائل نہیں ہیں؟۔ غیر ضروری پر اجیکٹوں پر جو ہم کاغذوں میں بنائے کر دیتے ہیں۔ اُس پر ہم پیسہ تو خرچ کرتے ہیں نکال کر جیبوں میں لے جاتے ہیں۔ لیکن ہم بجلی پر سب سڈی نہیں دیتے۔ ہمیں دو میں پورے بلوجستان کو مفت بجلی

دو نگا۔ لیکن کوئی بھی نہیں سنتا۔ نہ کوئی عملدرآمد کر رہا ہے۔ نہ کوئی اس پر کام کر رہا ہے۔ ہمیں رہنے دو۔ چاہے کرونا آئے۔ کرونا پر ایک ٹیبلٹ کسی کو نہ ملے۔ اور میں اپنا جیب بھر دوں۔ یہ جیسیں بھرنے کیلئے اسمبلی نہیں بنی ہے۔ نہ ہم یہاں پر اسمبلیوں میں جیسیں بھرنے کیلئے آئے ہیں۔ ہم عوامی نمائندگی کرنے کیلئے آئے ہیں۔ چاہے اپوزیشن پیپر پر بیٹھے ہیں۔ چاہے حکومتی پیپر پر بیٹھے ہیں۔ ایک دوسرے کو وہ بلوچستانی اگر سمجھیں۔ تو میرے خیال میں پھر بلوچستان کا مداوا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہی روشن رہی۔ حکومتی پیپر ہمیں دشمن سمجھتے رہے۔ کہ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے یہ لوگ وہ ہمارے دشمن ہیں۔ لہذا یہ میرے خیال میں دو ہری سوچ ہے۔ یہ بلوچستان کے عوام کیلئے۔ بلوچستان کے پلک کیلئے یہ انتہائی کمزور اور لاوارث سوچ ہے۔ لہذا ان معاملات کو مدد نظر رکھتے ہوئے آپ انہی چیزوں پر فوری طور پر اگر ورنگ دے دیں۔ تو میرے خیال میں کچھ نہ کچھ تو ہو جائیگا۔ جعلی ادویات تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جعلی ادویات تو سالہا سال سے چلے آرہے ہیں۔ یہ جو میڈیا یکل instruments اور equipments جو ہیں۔ یہ جو خریدے جارہے ہیں۔ یہ جا کر پنجاب کے بڑے بڑے ہسپتاں سے جو گوداموں میں انہوں نے پھینکے ہیں۔ یہاں سے خطیر قم لیکر وہاں پر جو ہے وہ کاٹن میں بند کر کے بھیج دیتے ہیں کہ ہم نے لے لیا دس ہزار کا۔ یہاں پر دس کروڑ کا ہم نے لکھ کر دے دیا۔ پیسہ بلوچستان کا۔ کباڑخانے سے مال اٹھا کر ادھر لے آتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ expire مال ہمیں ملا ہے۔ مال تو آپ جان بوجھ کر اٹھا کر لارہے ہیں۔ اور پھر محکمے۔ جام صاحب تو ادھر آتا ہی نہیں ہے۔ جام صاحب کو کون پوچھے؟۔ وہ تو ٹوپیر پر گورنمنٹ کو چلا رہے ہیں۔ کوئی ستر گروپ میرے خیال میں اُسکے ساتھ ہیں والٹ اپ پر چلا رہے ہو۔ اور گورنمنٹ ٹوپیر پر چلا رہے ہو۔ تو میرے خیال میں بلوچستان کا خدا ہی حافظ۔ یا جام بیچارہ کیا کر سکتا ہے۔ جدھر بھی بھاگے۔ کام کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اُس کے ہاتھ روک دیئے جاتے ہیں۔ اصغر خان بچارہ کیا کرے؟۔ کام کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اُسکے ہاتھ روک دیئے جاتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ یا تو as burden سے نکلیں۔ بلوچستانی بن کر نکلیں۔ بلوچستان کیلئے کام کریں۔ نہیں ہے کہ ایک ٹوپیر پر سب کے ہاتھ، منہ باندھ کر کہ آپ نے کچھ نہیں کرنا ہے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ میں All in IIa ہوں۔ چونکہ مجھے بھی ہدایات مل رہی ہیں۔ شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ حاجی صاحب۔ یا آپا مختصر تقریر تھا نا؟ اور جی مولوی نور اللہ صاحب۔

مولوی نور اللہ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سُمَّ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ۔ جناب اسپیکر! جن لوگوں سے آپ کی توسط سے ہم شکوہ اور گلہ کرنا چاہ رہے تھے۔ وہ تو سب غائب ہیں۔ زراعت اور نجکی کے حوالے سے جو

اس سینٹشن کا ایجاد ہے۔ سب سے پہلے بھلی کا یہ عالم ہے۔ جب کوئی دالے شکوے اور شکایت کر رہے ہیں کہ یہاں بھلی ناپید ہے۔ تو ظاہر ہے ہمارے دیہات کا کیا حال ہوگا۔ زراعت کا معاملہ بھلی کے اوپر قائم ہے۔ وہ پرانے کاریزات والا سلسلہ وہ تو بند ہو چکا ہے۔ اب زراعت کا انحصار بر ماجات ٹیوب ویل پر ہے۔ اور ٹیوب ویل کا چلانا بھلی کے اوپر منحصر ہے۔ میں اپنے گاؤں کے حالات بتاتے ہوئے بھلی کے حوالے سے۔ ہمارے سارے فیڈ رزا اور لوڈ ہیں۔ اور ہر فیڈ کو پانچ براخ پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر فیڈ کو دو دن کے بعد چھ گھنٹے کی بھلی مہیا کی جاتی ہے۔ تو آپ خود بھی حساب لگا کر بتاتے ہو کہ ہمارے ایک براخ کو دسویں دن چھ گھنٹے بھلی مہیا کی جاتی ہے۔ تو اس سے زراعت کا کیا بننے گا؟۔ پچھلے سال جولائی میں میں خدا ایک ونڈے کر گیا تھا۔ کہ قلعے سیف اللہ کو اسال زئی میں ہوانے نو کھبے گردیے۔ جس کی وجہ سے بھلی قتل کا شکار ہے۔ آج تک اُس گرائے گئے کھبموں کا کوئی بندوبست نہیں ہوا ہے۔ اور اسی طرح دیگر معاملات زراعت کے مطابق۔ جس طرح ہمارے اختر حسین صاحب نے بیان فرمایا کہ جب ہمارے یہاں بلوجستان کے پیاز کا فصل تیار ہو جاتا ہے۔ تو ایران سے پیاز درآمد کر کے ہمیں اپنے پیاز سے داموں بچنا پڑتا ہے۔ جب سیب کا فصل تیار ہو جاتا ہے تو ایران سے درآمد کیا جاتا ہے سیب۔ جب ہمارے ٹماٹر کی فصل تیار ہو جاتی ہے تو پھر ہندوستان سے ٹماٹر درآمد کیا جاتا ہے۔ تو ہمارے فصلات جو ہیں انتہائی خسارے کے داموں، سستے داموں نقش دینے پر زمیندار مجبور ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح ہمارے معدنیات کے مسائل جو آیات میں نے تلاوت کی۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے کہ امانت کو حوالے کر دو۔ اہل امانت کو حوالے کر دو اہل امانت کو۔ جس کا حق ہے جس کا امانت ہے اُسی تک پہنچادو۔ جناب اسپیکر! سن 1930ء میں برٹش حکومت نے بوستان سے لیکر مسلم باغ کے کانوں تک ایک لائن ریلوے کا بچایا تھا۔ اور مسلم باغ سے لیکر ٹراؤب تک پہنچایا تھا۔ اُسی دن حمل کلمتی نے فرمایا اپنے خطاب کے دوران کہ بلوجستان میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آ رہی ہے، تو میں نے ایک بار سوچا کہ کہہ دوں کہ تبدیلی تو آئی ہے، تم آندھے ہو تبدیلی نہیں دیکھ سکتے ہو۔ کیا تبدیلی آئی ہے، ایسی تبدیلی نہیں آئی ہے کہ عوام کو سہولت ہو۔ ایسی تبدیلی ضرور آئی ہے کہ عوام کو تکلیف ہو۔ زحمت ہو۔ اذیت ہو۔ کیا 1930ء میں دینے گئے برٹش حکومت اور انگریز کی طرف سے یہ لائن آج موجود ہے۔ میں سوال کرنا چاہتا ہوں بوستان سے لیکر ٹراؤب تک۔ یہ نصب کیا گیا ریلوے لائن آج کیوں موجود نہیں ہے؟ اس بنیاد پر اکھاڑ دیا گیا تھا کہ چھوٹا ہے ہم اس کو بڑا بنانا کے دینگے اُس دن سے آج تک 10 سال گزر چکے ہیں۔ وہ چھوٹا تو لے گیا بڑا دے گیا ہے یا نہیں۔ کیوں نہیں؟ یہ مال برداری کا سنتا ترین ٹرانسپورٹ تھا۔ جس سے ہمارے کان کن فائدہ اٹھا رہے تھے۔ فرنگی سامراج نے دیا

- ہمارے اپنوں نے اُس کو اٹھا کے لے گیا یہ تبدیلی نہیں تو کیا۔ نقچ دیا۔ کس کے اوپر نقچ دیا۔ جناب اسپیکر! اسی طرح کان کنوں کے مسائل کے متعلق دیگر ایسے مسائل ہیں۔ سب سے پہلے ڈا نامیٹ کا مسئلہ ہے۔ ڈنامیٹ کے بغیر کان نہیں چلا یا جاسکتا۔ کان کنی کے ایک جزو لازم ڈنامیٹ ہے۔ وہاں فیکٹری سے اس کا ایک پونڈ ساڑھے تین سورو پے خریدا جاتا ہے۔ اور مسلم باغ میں بیچا جا رہا ہے کان کنوں کے اوپر 11 سورو پے فی پونڈ۔ جو غریب اور نادار کان کن کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ خرید کر سکے۔ کان کیلئے سڑک نہیں ہے، گدھوں پر لوگ کرم کان کے منہ سے اٹھا کر ٹک پہنچاتے ہیں۔ حکومت صرف یہ جانتا ہے کہ کروماتٹ کے کان کنوں سے ٹیکس لیا جائے۔ اور وہ روز بروز ٹیکس دو گنا کیا جاتا ہے، بڑھایا جاتا ہے۔ میں نے ایک قرارداد جمع کیا تھا، ریلوے لائن کے حوالے سے جب مجھے قرارداد پیش کرنے کا موقع دیا گیا تو پھر جب حکومتی رکن نے اُس وقت کو مرکی نشاندہی کی تو وہ کو مرکی نشاندہی کی وجہ سے اجلاس برخاست ہونا پڑا۔ ایک بار پھر میں اس فورم کے حوالے سے میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بوستان سے لیکر ٹوب تک اور مسلم باغ کے کانوں تک جو لائن بچھائی گئی تھی اور پھر اسے اکھاڑا گیا اُس کو دوبارہ بحال ہونا چاہیے، تو انہی باتوں پر ختم کرتے ہوئے آپکا شکرگزار ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مولوی نور اللہ صاحب۔ جی نصر اللہ صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیری: جناب اسپیکر! چن کے حوالے سے ایک تحریک التواع منظور ہوئی تھی۔ میرے خیال سے باقی بحث ختم ہو گئی۔ اگر چن پر بحث کا آغاز کریں تو بڑی مہربانی ہو گی۔ وہاں چن میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ سے request ہے کہ اس پر ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اگر ایجنسی پر کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔ جی

قائد حزب اختلاف: سیکرٹری صاحب! وہ قرارداد منگوالیں آج وہ قرارداد پاس ہو جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ظہور بلیدی صاحب اس کو ختم کر کے نہیں قرارداد کا تو اپنا ایک طریقہ ہوتا ہے، اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع ہوتا ہے ناں اُس کے بعد وہ کریں گے۔ ابھی تو table نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ ابھی یہ تحریک التواع بھی رہتی ہے اور ظہور بلیدی صاحب ان پر بات بھی کریں گے۔ تو پھر یہ بعد میں ہم لوگ جمع کر دیں۔ تو آپ بات کریں اُس کے بعد آخر میں ظہور بلیدی اس پر بات کریں گے۔

قائد حزب اختلاف: ایک دفعہ پہلے defer ہوئی ہے۔ ابھی اب منگوا کے منظور کر دیں اس پر کسی کا اعتراض تو نہیں ہے کہ وہ ریلوے لائن دوبارہ بحال کرائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب پہلے ہی سے کافی بڑا ایجنسی اڑا ہتا ہے۔ اسکا اپنا ایک طریقہ کار ہے آپ خود

اپسیکر رہ چکے ہیں۔ تو اُسکو بعد میں لا کر سیکرٹری اسمبلی کے پاس جمع کرادیں گے۔ جی شاء بلوچ صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکر یہ جناب اپسیکر صاحب، sir ممنون و مشکور ہوں آپ کا کہ آج آپ نے یہ دو اہم موضوعات ہیں جو ہم نے اسمبلی کا اجلاس ریکوویشنڈ کیا تھا۔ ایک تو غیر قانونی طور پر زرعی اجنس کی اسمگنگ۔ اور حکمہ معدنیات بلوچستان میں قواعد و انضباط کے بر عکس سیند کے لیز میں 15 سال کی توسعی۔ جناب والا! یہ بات ہمیں اخباری ذرائع سے معلوم ہوئی ہے، کیونکہ ہم یہی چاہتے ہیں کہ یہ اسمبلی ہماری سب سے important فورم ہے۔ ظہور صاحب ادھر بیٹھے ہیں وہ بعد میں شاید اس کا جواب دے دینے گے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بلوچستان کا سب سے یہ اہم فورم ہے، بلوچستان کا سب سے اہم ادارہ ہے، اور یہاں پر آپ کو یاد ہو گا جناب والا! ہم نے مسلسل بلوچستان کے وسائل سے متعلق بات کی۔ ریکووڈ ک پر یہاں تفصیل سے بات ہوئی۔ سیند ک پر تفصیل سے بات ہوئی۔ یہ میرے 13 سے 14 صفحے کی وہ تقریر ہے جو میں نے سیند ک سے متعلق اکتوبر 2018ء میں کی۔ جس کے بعد اس پر کمیٹی بنی گورنمنٹ کی یقین دہانی پر کہ بلوچستان کے جتنے بھی قدرتی وسائل ہیں ان وسائل سے زیادہ سے زیادہ کیونکہ بلوچستان کے ساحل و سائل ہمارے سب سے دو بڑے اہم وہ کیا کہتے ہیں دولت ہیں۔ ہماری حیثیت ہے۔ تو اس سے متعلق جو بھی فیصلہ ہو گا وہ اس اسمبلی کے فورم پر ہو گا۔ یا اسمبلی کے high power committees ہیں گی تو اس میں ان چیزوں کو زیر بحث لایا جائیگا۔ بلوچستان میں کوئی بھی ترقی مخالف نہیں ہے۔ کوئی بھی نہیں چاہتا کہ بلوچستان جو ہے وہ ہمیشہ پسمندہ رہے۔ یا بلوچستان کی دولت کبھی نکلے ہی نہیں اور ہمارے لوگ غربت کی زندگی گزاریں۔ ہم سب لوگ ہیں۔ ہم سب چاہتے ہیں کہ ڈولپمنٹ ہو، ہم سب چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے ساحل اور وسائل جو ہیں وہ ان کو اچھی طریقے سے exploit کیا جائے۔ جو بھی بین الاقوامی مسلمہ قوانین ہیں، جو بھی مسلمہ اصول ہیں۔ ان وصولوں کے تحت ان۔

(اس موقع پر اجلاس کی صدارت جناب عبدالقدار علی نائل صاحب، چیئرمین نے کی)

جناب شاء اللہ بلوچ: welcome Mr. Chairman Sahib۔ ان اصولوں کے تحت بلوچستان کے ان تمام وسائل کو استعمال میں لایا جائے۔ اور خداوند تبارک تعالیٰ نے بلوچستان کو دنیا میں تقریباً 44 کے قریب Metallic and Non-metallic minerals جو ہیں یعنی دھات کے اور بغیر دھات کے جو منزد ہیں 40 سے 45 کے قریب بلوچستان کو خداوند تبارک تعالیٰ نے یہ دیئے ہیں۔ دنیا کے جو کا پر گولڈ کے پانچ سے چھ بڑے deposit ہیں وہ بلوچستان میں ہیں۔ اسی طرح سب سے بڑا ساحل ہمارا ہے۔ اسی طرح

بہت وسیع و عریض جغرافیہ ہے ہمارا۔ اسی طرح کے تقریباً 2 ہزار کے قریب ہمارے جو بارڈرز ہیں افغانستان اور راپیران کے ساتھ لگتے ہیں۔ اتنی اہمیت کا حامل علاقہ اُسمیں ابھی 1 کروڑ 20 لاکھ کی آبادی ہے ہماری مردم شماری کے مطابق۔ تھوڑی بہت ہماری آبادی زیادہ ہے جو مردم شماری میں کم لکھی گئی ہے۔ ابھی تک اس آبادی کا 80% پینے کے صاف پانی سے محروم ہے۔ میں پچھلے دنوں خاران گیا۔ بلکہ میں نے ابھی دیکھا کہ پورے بلوچستان میں کل نصیر آباد میں لوگ سڑکوں پر قرآن ہاتھ میں اٹھائے پانی کے لئے احتجاج کر رہے تھے۔ ہمارے حلقوں میں لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ سب کے حلقوں میں میں نے آج سے کچھ چاردن پہلے دیکھا بجلی، پانی، تعلیم کیلئے بلوچستان کا کوئی بھی شہر نہیں ہے جہاں پر آپ کہیں کہ جی وہاں پر بلوچستان کے 50% آبادی کو پینے کا صاف پانی مہیا ہے۔ ایک ایسا طلن ایک ایسا صوبہ جس کو خداوند تبارک تعالیٰ نے یہ ساری دنیا وی دلوں میں بھی دی ہیں اُس کے باوجود جو نیادی سہولتیں ہیں جو سب سے سستی ہے اور سب سے آسانی سے available ہے۔ پانی ہے، تعلیم ہے، بجلی ہے اور اچھی سڑکیں ہیں صحت کا اچھا نظام ہے وہ کیوں کام نہیں ہوتا۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ شفافیت کی کمی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب حکومت وقت کے پاس یقیناً یا اختیار ہوتا ہے۔ حکومت وقت کو لوگ لکھتے ہیں کہ جی ہمیں سینڈک کے حوالے سے جو ہے معابرہ چاہیے، ہمیں ریکورڈ کے حوالے سے معابرہ کرنے ہیں۔ ہمیں Oil and Gas کے حوالے سے معابرہ کرنے ہیں۔ ہمیں OGDCL یہاں پر آیا ہے، PPL آیا ہے، کافی پرانیویٹ انوسمنٹ یہاں پر ابھی exploration کے process میں ہیں، سروے کے process میں ہیں۔ تو یہ ساری جو کمپنی آتی ہیں تو یقیناً حکومت سے رابطہ کرتی ہیں اور حکومت کے لئے ہم نہیں کہتے ہیں کہ آپ جا کے اکیلے بیٹھ کے یہ سارے فیصلے کریں۔ یہ فرم ہے آج واشک میں تیل اور گیس کی دریافت وہاں پر کوششیں جاری ہیں خدا کرے وہ بھی کامیاب ہوں۔ لیکن واشک کا نمائندہ اپوزیشن میں بیٹھا ہے وہ کابینہ میں نہیں ہے۔ کل اگر بہت بڑے وہاں پر exploration کی کمی ہے، وہاں سیکورٹی کے ایشور ہیں، وہاں غربت ہے وہاں تعلیم کی کمی ہے، وہاں بیرونی گاری ہے، وہاں انصاف کی کمی ہے، وہاں صحت کے مسائل ہیں۔ اسی طرح خاران اُس سے منسلک ضلع ہے۔ تو آپ اگر اس سارے عمل میں بلوچستان کے منتخب نمائندوں کو شامل نہیں کرتے ہیں۔ تو بعد میں اس ڈولپمنٹ کی اس لیزوں کی ان agreements کی گرانٹی کون دیگا۔ کہ ان پر عمل درآمد ہوگا۔ میں اُس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ سینڈک کی تاریخ کیسے شروع ہوئی وہ میرے اکتوبر 2018ء کی تقریب میں، میں نے کہا 13 سے زیادہ صحفات کسی کو چاہیے وہ تقاریر بھی پڑی ہیں وہ نکال سکتے ہیں۔ میں اسی لئے وہ ساری تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں، میں

صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ بات جو اخبارات کے ذریعے سے معلوم ہوئی ہے کہ جناب والا! سیندک کی جو 15 سال کی لیز میں توسع کر دی گئی ہے، کچھ حلقات یہ کہتے ہیں کہ لیز میں توسع نہیں کی گئی ہے اُن کو اختیارات دیئے گئے ہیں ڈولپمنٹ کے اُسی لیز کے اندر رہتے ہوئے۔ کچھ حلقات یہ کہتے ہیں کہ جناب والا! وہ مزید انوسٹمٹ لانا چاہتے ہیں۔ مثلاً ہم منتخب نمائندے ہیں ہم بجائے سنی سنائی باتوں کو آگے بڑھائیں، یہ ہمارا حق بتا ہے کہ یہ انفارمیشن ہمیں transmit ہونی چاہیے تھی۔ یہ معلومات ہم اخبار میں جانے سے پہلے یا منظور ہونے سے پہلے اگر ہم تک پہنچتی تو یہ معاملات اس طرح نہیں پہنچتے۔ یہ تمام آرکین اسمبلی کے دفاتر میں پہنچ جانی چاہیے تھی۔ بالخصوص ہمیں اس لئے کہ ہم اُس کمیٹی کے ممبر ہیں جو اس اسمبلی نے اکتوبر 2018ء میں بنائی۔ اور وہ کمیٹی بیہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب موجود تھے اُن کی assurance پر یہ تھا کہ جی جناب والا! ریکوڈ ک OGCL، PPL، اور سیندک اور باتی ہمارے وسائل سے متعلق جو ہمارے فیصلے ہیں۔ یہ تمام فیصلے اسی کمیٹی میں پہنچ کے کئے جائیں گے، یا اس committee کی سفارشات کی روشنی میں کیتے جائیں گے؟۔

اگر committee کی سفارشات اسمبلی میں آئیں گی اور ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں جو process development کا development ہے، چاہے وہ معدنیات کے حوالے سے ہو، وہ تیز expedite ہو۔ وہ تیز تر ہو۔ کوئی نہیں چاہتا کہ اُس کے برہنے پاؤں، اُس کے شہزادوں کی تعلیم کے لیے ایک اچھی سی چھست اور کتابیں میسر نہ ہوں۔ کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ اُس کے والدین اور اُس کے بھائی بہن جو مریض کی شکل میں hospitals میں جاتے ہیں وہاں پر اُن کو ادویات نامیں اور ہم اپنے مفون خزانوں پر بیٹھ جائیں۔ نہیں!! یہ کسی بھی political party policy کی نہیں ہو سکتی۔ کسی بھی بلوچستان کی ترقی کی خیر خواہ جماعت کی نہیں ہے۔ لیکن شفافیت دنیا میں جو rules internationally recognized policies، دنیا when it comes to my minerals, mines and natural resources نے کچھ مسلمہ اصول مرتب کیے ہیں اور مسلمہ اصول ہیں شفافیت کے۔ ہمیں کم از کم یہ پتہ ہونا چاہیے کہ جب یہ lease extend ہو رہی ہیں، ہمارا بلوچستان کا profit یا ہمارا اس میں share کتنا ہے اور کتنا ملے گا۔ بیہاں پر مولانا صاحب نے بات کی، 2003 سے سیندک operate کر رہا ہے ہم دومنٹ کے لیے یہ پوچھنا چاہیں گے یہ ہمارا فرض بتا ہے بلوچستان کے ہر فرد کا کہ جو CSR کی مد میں social responsibility کی مد میں یا منافع کی مد میں حکومت بلوچستان کو جو پیسے مل دے کس account میں گئے، اور وہ کہاں پر خرچ ہوئے۔ یہ حق ہے چاغی کی عوام کا، یہ حق ہے بلوچستان کی عوام کا کہ جتنے پیسے سیندک سے

منافع کی مد میں حاصل ہوئے وہ کس مد میں گئے، کس account میں گئے، وہ تعلیم پر خرچ ہوئے، صحت پر خرچ ہوئے، ہمارے نوجوانوں کی تربیت پر خرچ ہوئے، یا ہماری یونیورسٹیوں کے قیام پر خرچ ہوئے، یا ہمارے نوجوانوں کی mines and minerals کے شعبے میں انکو باہر بھینے میں scholarship پر خرچ ہوئے۔ کوئی تو government of balochistan یہ بتائے۔ Chinese سے تو ہم حساب بعد میں لیں گے۔ problem یہ ہے کہ اصل میں خرابی ہمارے گھر کے اندر ہے۔ کڑوڑوں روپے بلکہ اراربوں روپے میں ڈال دیجے گئے یا account one میں ڈال دیجے گئے اور اُس کے بعد وہ جو پیسہ جو ہماری معدنی دولت کے بدولت آیا تھا اُس سے ہم اچھے polytechnic centers بناتے، ہم اپنا mines کرتے، آج ہم 6، 5 ہزار نوجوان mineral, metrological, marine resources, ocean sciences develop کرتے، آج وہ یورپی دنیا ملازمت کر کے ہزاروں اور اراربوں ڈال رہا پہنچ سکتے تھے۔ لیکن 2002 اور 2003 کے بعد تک چاغی میں ایک polytechnic تک نہیں بنا، ایک university نہیں بنی۔ پہلی دفعہ میری قرارداد بھی تھی اس دفعہ PSDP میں چاغی کے لیے ایک polytechnic شامل کر دیا گیا ہے لیکن وہ نہیں بنئے گا وہ اس لیے کہ آپ نے اُس میں عمارت ڈالی ہے۔ جب ہم PSDP پڑھتے ہیں، میں بار بار کہہ رہا تھا کہ development cetered PSDP نہیں ہو سکتا۔ ہمیں buildings کی ضرورت نہیں ہے سینڈک میں ہی اتنی جگہ خالی ہے کہ ہمارے 50 سے 100 کے قریب نوجوانوں کو لے جایا جائے سینڈک، saindak itself is a university, you dont need to construct or build another infrastructure in Dalbandin or somewhere else، چاغی کے سارے بچے، خاران کے، واشک کے، بلوچستان کے بچوں کو آپ سینڈک میں اُن کے پاس facility ہے آپ 100، 200 بچوں کو ہاں بھیجنیں، 15 سے 20 ہزار ماہانہ scolarship دے دیں، best نوجوان create کروائیں کروائیں copper, goldmines industries کو سمجھنے والے۔ یہ مزدور، ڈرائیور، چوکیدار، روٹی دینے والا، برلن صاف کرنے والا، جھاڑو دینے والا، اس کو ملازمت نہیں کہتے جناب والا۔ یہ قدرتی دولت کی بنیاد پر اگر ہمیں ملازمتیں چاہیے، ہمیں بہت سے refined نوجوان چاہیے۔ کل یہ ہماری دولت ختم بھی ہو جائے گی یہ دنیا کے کسی اور ملک میں جا کر وہاں کی دولت اُن اقوام کے لیے نکال کر اپنے لیے زرمباولہ بھیج سکتے

یہ۔ جو idea ہے ہمارا نہیں ہے کہ ہم development کے خلاف ہیں۔ idea یہ نہیں ہے کہ ہم کسی کی ترقی کو روکنا چاہتے ہیں، idea یہ نہیں ہے کہ ہم حکومت بلوچستان کو کہتے ہیں کہ آپ کسی کے ساتھ معاہدہ مت کریں۔ idea یہ ہے کہ اس معاہدے میں بلوچستان کے مفادات، بلوچستان کا حصہ کس حد تک آپ نے بڑھانے کی یا اُس کو ensure کرنے کی بات آپ نے کی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو بلوچستان کا جو منافع وہ الگ ملتا ہے، اُس علاقے سے جو ملتی ہے اُسکو کس مد میں آپ خرچ کریں گے۔ یہ بہت بڑا subject ہے۔ 1953 سے، نوبزادہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، گیس وہاں سے نکلی، اگر یہ طے کیا جاتا کہ royalty کی مد میں ملنے والی رقم، میں چھ سال تک اسلام آباد میں، پنجاب میں، سینٹ میں لوگوں سے لڑتا رہا وہ کہتے کہ شہید نواب اکبر خان بگٹی صاحب بلوچستان کی royalty کہاں جاتی ہے، میں نے کہا جناب والا royalty کی رقم صوبے کو ملتی ہے۔ نواب اکبر خان بگٹی کو اور ان کے خاندان کو زمین کا کرامیہ ملتا ہے۔ royalty 12.5 % on the basis of wealth at price۔ تو میں نے کہا پہلے تو جو آپ نے ہمارے ساتھ دھوکے بازی کی ہے۔ wealth at price کے 12.5% حساب سے جب آپ بلوچستان کو royalty دیتے ہیں تو 1955-56 سے لیکر ہر سال ہمیں 50 ارب، 60 ارب، 100 ارب، 200 ارب کم دیا جاتا تھا۔ یعنی آپ کے گھر کے کنوں سے نکلنے والے پانی کی قیمت 22 روپے تھی اور آپ کے سیکرٹری صاحب کے گھر کے کنوں سے نکلنے والے پانی کی قیمت 22 روپے مقرر کی تھی کیونکہ وہ طاقتور ہیں ان کے پاس قلم ہے۔ یہ ہوا تھا بلوچستان کے ساتھ problem۔ 1953 سے آج تک 21 ہزار ارب روپے ہمارے مقتروض ہیں۔ آج بھی آپ سوئی میں جائیں آپ کو ایک polytechnic نہیں ملے گا۔ آپ آج بھی سوئی میں جائیں آپ کو ایک world class تو اپنی جگہ ہے پاکستانی معیار کے مطابق کا college نہیں ملے گا۔ آپ آج بھی سوئی اور ڈیرہ بگٹی جائیں، آپ کو سوئی اور ڈیرہ بگٹی کی پوری آبادی میں سے 20 سے 15 لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں۔ یہ مسائل ہوتے ہیں جو بعد میں accumulate ہو جاتے ہیں۔ یہ جب کیجاہ ہو جاتے ہیں تو بعد میں احساس محرومی اور احساس مایوسی بنتی ہیں۔ پانی کا نہ ملنا، تعلیم کا نہ ملنا، سڑک کا نہ ملنا، اچھی ادویات کا نہ ملنا، سخت کی سہولیات کا نہ ملنا، ڈاکٹر ز کا نہ ملنا، یہ جب ساری چیزیں accumulate ہو جاتی ہیں یہ grievances بنتے ہیں، جب کبھی لوگ ہم سے پوچھتے تھے بلوچستان کا احساس محرومی کیا ہے، تو ہمیں مصیبت یہ ہوتی تھی ہر چیز لوگوں کو perfectly datawise بتانا پڑتا تھا کہ محرومی کسی درخت کا نام نہیں ہے جو بلوچستان میں اگتا ہے، یہ بہت ساری مسلسل

زیادتیوں کے بعد جو لوگوں کے ساتھ آپ کرتے ہیں یہ مجرموں اور مایوسی کا باعث بنتے ہیں۔ احتجاج کی شکل اختیار کرتے ہیں، جسے جلوس کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ جذبات کے بعد لوگ تشدیکی شکل اختیار کرتے ہیں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر یہ government جب بلوچستان میں اٹھارویں ترمیم کے بعد جو ایک بہت بڑی transition ہوئی ہے، بلوچستان میں بہت بڑا جھگڑا ہوا ہے اُس کے جو بھی فیصلے ہوتے ہیں اُس میں آپ کو بلوچستان کے اُس سارے political, economic, deprivation landscape کو، اُس کے منظر نامے کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوتا ہے کہ کوئی آپ کو request پیش دے کہ lease extend کر دو۔ کر دیں گے، لیکن ہمارے مفادات اور ہماری چیزیں، میں ابھی بھی کوئی تین چار گھنٹے آج صحیح گیارہ بجے سے تین بجے تک university of china کا ایک بہت بڑا seminar ہو رہا تھا، seapack development and security risk کے حوالے سے جس پر میں نے بار بار یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ physical security ایک factor ہے، بلوچستان کے اندر insecurity کے بہت سارے factors ہیں۔ لوگوں کی demographic insecurities ہیں، لوگوں کے land سے related insecurities ہیں، لوگوں کی jobs and employment کے حوالے سے انگی insecurities ہیں۔ لوگوں کی اُنکے وطن اور زمین سے متعلق insecurities ہیں۔ جو عدم تحفظ سے اُس کو آپ صرف بندوق سے کیوں نسلک کرتے ہیں۔ تین گھنٹے تک ہم اُن کو سمجھاتے رہے اور خدا کی مہربانی ہے کہ وہ سمجھ گئے اُن بہت سی ایسی چیزوں کو سامنے نہیں لا یا جاتا۔ تو جب بلوچستان میں insecurities کی بات ہوتی ہے تو physical insecurity extreme outcome ہے۔ بہت سی insecurities کو کون ڈیل کرے گا، ہم ڈیل نہیں کریں گے، ہم political leadership back door کی responsibility ہے۔ ہم سے ہر کوئی اپنے علاقے کا expert ہے۔ ہر کسی کے اپنے علاقے کے معاملات میں، نفس پر اُس کا ہاتھ ہے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے علاوہ، تعلیم اور تربیت کے حوالے سے، پھر دوسری بات یہ ہے کہ دو تین چیزیں اس agreement extend میں اگر یہ debates ہونا چاہیے اس میں۔ اس میں یہ ہونا چاہیے تعلیم و تربیت کے موقع ہیں وہ کس طریقے سے فراہم کیے جائیں کہ اگر کل ریکوڈ ک شروع ہو جائے گا تو یہ security ہے، ہمارے پاس تو صرف جھاڑو

گانے والے لوگ ہیں، برتن دھونے والے لوگ ہیں یا گاڑیوں کو صاف کرنے والے لوگ ہیں، ہمارے پاس کوئی 40 سے 50 اچھے engineers تیار ہوئے ہوں گے اس پورے عرصے میں، تو جناب چیر میں! میری حکومت وقت سے یہ گذارش ہے کہ یہ جو موقع ہے یہ انہوں نے ہمیں نہیں دیا بلکہ دوبارہ ہم ان کو دے رہے ہیں کہ اگر کوئی اس طرح کی بات ہے جو اخبارات میں آئی ہے براہ کرم اُس تمام معاهدے کو اگر معاملہ ہوا ہے یا کوئی رائے دی گئی ہے یا کسی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے اُس کو اس اسمبلی کے fourm پر لے آئیں۔ تھوڑی سی اس پر بحث کریں۔ اس کی نوک فلک درست کریں اور بلوج تان کی عوام کو مطمئن کریں کہ بلوج تان میں natural resources کے حوالے سے بات چیت آگے بڑھ رہی ہے۔ ہم چھوٹی چھوٹی باتیں لے آتے ہیں ہر ایک سڑک کی یا کسی tough tiling project کی یا کسی highlight کو اتنا کرتے ہیں۔ ہم نے سینڈک کے حوالے سے معاملات کو، اچھی چیزیں ہیں تو اُس کو highlight ہونا چاہیے۔ لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑنی چاہیے کہ اس میں کتنا benefit ہے کتنا profit ہے۔ تو مجھے امید ہے جناب چیر میں! آپ ہمارے دوستوں کو حکومت وقت کو آپ کی توسط سے بتانا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے متعلق تمام تفصیلات فرماہم کی جائیں تاکہ کم از کم ہماری معلومات میں اضافہ ہو۔ ہم بلوج تان کے نمائندے ہیں ہم کسی fourm پر جائیں گے تو کم از کم ہمارے منہ سے نکلنے والی بات مستند ہو۔ ہم ہوایں فائز نہ کریں، ہم یہ ناکہیں کہ دے دیا، وہ کہتے ہیں لے گیا، یہ کہتا ہے چھین لیا، وہ کہتا ہے بھاگ گیا، یہ کہتے ہیں لوٹ لیا۔ یہ جو تشویش ہے، اس طرح کی چیمہ گوئیاں ہیں، اُسی وقت ختم ہو سکتی ہیں جب شفافیت ہو۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں شفافیت کا تقاضا یہ ہے کہ بلوج تان اسمبلی کو ہمارے دوستوں کو مکمل طور پر اس معاملات سے آگاہ رکھا جائے اور اگر ہماری ضرورت اس process میں پڑتی ہے جو ہمارے حق میں ہے، ہمارے مفاد میں ہے، ہم اس کو facilitate کرنے کے لیے اور facilitation کے لیے تیار ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیر میں: جی ظہور بلیدی صاحب Minister for Finance.

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکمل خزانہ): جناب اسپیکر! یہ جو سینڈک کے متعلق کافی دوستوں نے اپنی رائے دی اور بات چیت کی یہاں پر اسمبلی floor پر، اس میں بہت سی confusion کا شکار ہوئے ہیں، نہ ہماری حکومت نے کوئی agreement کسی کے ساتھ کیا ہے اور نہ ہی حکومت کا کوئی ارادہ ہے کوئی agreement کرے۔ جناب اسپیکر اگر آپ سینڈک کے پس منظر کو دیکھیں تو یہ پس منظر 1974ء سے شروع ہوتا ہے۔ جہاں پر وفاق کی ایک company کی ایک resource development

corporation کے نام سے۔ پھر بعد میں سیندک میل لیمیٹڈ کے نام سے وہ establish ہوئی۔ اور اس وقت 1975ء کو government of Balochistan نے کوئی 11233 SML کو lease پر ہوتا ہے۔ یہاں پر آرہی ہے کہ confusion اپنے کارب ایک Chinese company کے ساتھ کوئی 50% agreement کیا دس سال کے لیے جو اُن کا آپس میں دونوں کمپنیوں کے درمیان کوئی basicaly ہے۔ اب agreement کے پاس جو company آئی ہے۔ اپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ provincial resources natural ہوتے ہی subject 50, 50% oil & gas کو Article 172 میں ترمیم میں جو government natural resources ہوتے ہی subject ہے جو اٹھارویں ترمیم میں ہے۔ اب اُس میں انہوں نے یہ کہا، کیا گیا اس میں ہے۔ اب اُس میں انہوں نے یہ کہا کہ exploration کرنا چاہ رہے تھے۔ ہو گئے ہیں۔ اب وہ east bodies پر basically exploration کرنا چاہ رہے تھے۔ ہمارا government کیا consult کیا ہے۔ اب وہ government کیا ہے۔ اب وہ agreement 2025 کو ختم ہو رہا ہے، یہ آپس کا آپ کی دونوں کمپنیوں کے percentage wise کو جو سیندک کو profit sharing کو دے۔ جو 4 ارب روپے انہوں نے ادا کر دیے پھر بعد میں government of Balochistan کا issue آگیا اور وہ Court میں چلے گئے۔ جو اٹھارویں ترمیم میں جو آڑیکل 172 اُس میں natural gas کیا گیا۔ اس میں Oil and Gas Fifty-Fifty percent کو جو ہے۔ اب اُس میں انہوں نے یہ کہا۔ گورنمنٹ سے یہ پوچھا کہ جو انکا جو natural resources ہوتے ہیں۔ اب وہ جو ہے bodies basically exhaust ہو گئے ہیں۔ اب وہ جو ہے اور north/south ہوتے ہیں۔ اب وہ جو ہے کہنا چاہ رہے تھے۔ انہوں نے exploitation پر body کرنا چاہ رہے تھے۔ اب وہ concerned government کیا ہے۔ گورنمنٹ نے اُنکو یہ کہا کہ چونکہ ہمارا 2025 کو ختم ہو رہا ہے۔ یہ آپس کے دونوں کمپنیوں کے آپکا agreement ہے۔ آپ اپنا معاملہ اپنے

پور پر حل کریں۔ اب آغاز حقوق بلوجتھان کے بعد جو سیندک کو ایک profit wise ٹکڑا کا سیندک 30% کا ٹکڑا sharing نہیں تھی۔ اس پر ٹکڑا ہے کہ وہ گورنمنٹ آف بلوجتھان کو دیں۔ جو 4 ارب روپے انہوں نے ادا کر دیے۔ پھر بعد میں کوئی tax issue کا Court آگئی۔ اور وہ Court میں چلے گئے۔ اور معاملہ جو ہے litigation میں گیا۔ ابھی جو ہے اسمبلی نے یہ commitment کیا گورنمنٹ آف بلوجتھان کے ساتھ کہ جو انکے profit ہے وہ جو ہے ادا کرتے رہیں گے۔ تو میری آپ کی تو سط سے جتنے بھی ہمارے ممبر ان ہیں۔ انکو میں یہ باور کرانا چاہونا کا کہ حکومت نے کوئی اس طرح کی ناؤں کے ساتھ agreement کیا ہے۔ نہ کوئی NOC دی ہے۔ اور نہ ہی مستقبل میں کوئی اس طرح کی N.O.C دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ جناب اسپیکر! health کے حوالے سے جو جعلی ادویات کے بارے میں یہاں پر ہمارے کچھ اکائیں نے اظہار خیال کیا۔ Drug Inspection Team Drug 2019ء کو لیکر 2020ء تک ہزار کے قریب cases کو بھیجا ہے۔ Drug Control Board کو کافی Court کے قریب 48 cases کے subjudice ہے۔ اور 10 کو سزا میں ہوئیں ہیں۔ تو یہ جو خبر اخبار میں آئی کہ drug کے حوالے سے۔ اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ اور گورنمنٹ کو اچھی ہے۔ اور جو وقت چھاپے مار رہی ہے۔ دیکھ رہی ہے۔ اور جو جعلی ادویات کہیں سے بھی انکو نظر آ جاتی ہے۔ یا کہیں سے شکایت ملتی ہے۔ تو از خود جو ہے کارروائی کرتے ہیں۔ اور ایسی کارروائی تقریباً کوئی چار ہزار کے قریب جو ہے انہوں نے raids کر دیے ہیں اسی اثنامیں۔ تو اس میں میں آپ جتنے بھی ہمارے ممبر ان ہیں۔ انکو میں باور کرانا چاہوں گا کہ گورنمنٹ نے جو ہے وہ vigilant ہے۔ اور لوگوں کی زندگیوں کی حوالے سے۔ لوگوں کی صحت کے حوالے سے کسی طرح کی بھی جو ہے کوئی مکروہی نہیں بر قی جائیگی۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: اپوزیشن کے پیش کردہ عوامی نویعت کے حامل مسائل پر بحث مکمل ہوئی۔ مورخہ 14 جولائی 2020ء کی اسیلی نشست نے باضابطہ شدہ تحریک القوا نمبر 1 پر بحثیت مجموعی عام بحث۔ چونکہ تحریک کے محک جناب اصغر خان اچکزی ہیں۔ لہذا محک ائم تحریک القوا نمبر 1 بر بحث کا آغاز کرس۔

چناب اصغر خان اچکزی۔ شکر بہ چناب اپسیکر۔ (مداخلت) کورم کی نشاندہی کی گئی۔

محترمہ بشری رند: جناب چیرمن! کورم کا آپ دلکھ لیجئے گا۔ آپ بیٹھے ہیں کورم ذرا دلکھ لیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! حکومتی رکن بول رہا ہے۔ اور آپ نے کو مرکی نشاندہی کی یہ تو افسوسناک بات ہے۔ حکومت کو چمن کے مسئلہ پر کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ حکومت کی پشتوں دشمنی ہے جناب اسپیکر!

جناب چیئرمین: کو مرکی گھنٹیاں بجائی جائیں۔ چونکہ کو مرکی نشاندہی کی گئی۔ کو مرکی گھنٹیاں بجائی جائیں۔ اصغر خان اچکزئی صاحب! چونکہ کو مرکی نشاندہی کے حوالے سے بات ہوئی ہے تو گھنٹیاں بجائی جائیں تاکہ اس کے بعد کو مر جب پورا ہو گا پھر ہم کارروائی جاری رکھیں گے۔
(اس مرحلہ میں کو مرکی گھنٹیاں بجائی گئیں)۔

(اس مرحلہ میں اجلاس دوبارہ سردار بابر موتی خیل، ڈپٹی اسپیکر کی سربراہی میں شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم۔ شکریہ تشریف رکھیں۔ جی زابر یکی صاحب۔

میرزادہ علی ریکی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ Thank you جناب اسپیکر صاحب! اب بحثیت۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ویسے کو مر پورا نہیں ہے آپ کی بات ریکارڈ میں نہیں آیگا۔ ویسے اگر آپ بات کرنا چاہیں گے۔ تو کو مر پورا کر لیں تاکہ ریکارڈ میں آجائے۔ جی 15 منٹ ہو گئے ہیں کو مر پورا نہیں ہوا۔ میرے خیال سے وقت زیادہ ہو گیا ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ اصغر خان! میرے خیال سے وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ آپ محرك ہیں آپ سے میں بات کر رہا ہوں۔ اب میں اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی کا حکمنامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 54(3) read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I Mr. Abdul Quddus Bizenjo, Speaker, Provincial Assembly of Balochistan here by order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Friday, the 17th July 2020.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مد نظر کے لئے متوجہ کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 جگہ 18 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)